٦

هنر برتر از گوہر آمد پدید

دوبیتی نامۂ باباطاہر

باترجمۂ منظوم بہ اُردو

مقدمہ بقلم

دکتر محمد حسین مشایخ فریدنی
سفیر شاہنشاہ آریامہر در پاکستان

☆

ترجمہ و ترتیب

حضور احمد سلیم
استادِ زبان و ادبیات فارسی
دانشگاہِ سند حیدرآباد
پاکستان

جملہ حقوق محفوظ

طبع اوّل ---------- دسمبر ۱۹۷۴ء

تعداد ---------- ایک ہزار

خطاطی ---------- سیّد طاہر زیدی
۲/۱۲ پی آئی بی کالونی کراچی

ناشر ---------- مکتبۂ مسعود حیدرآباد سندھ

طابع ---------- فیروز سنز کراچی

مترجم پروفیسر محمد صفدر حمید سلیم

:ملنے کا پتہ:

مکتبۂ مسعود - ۳۸-ای / یونٹ ۶ لطیف آباد
حیدرآباد (سندھ) پاکستان

بابا طاہر عریاں ہمدانی

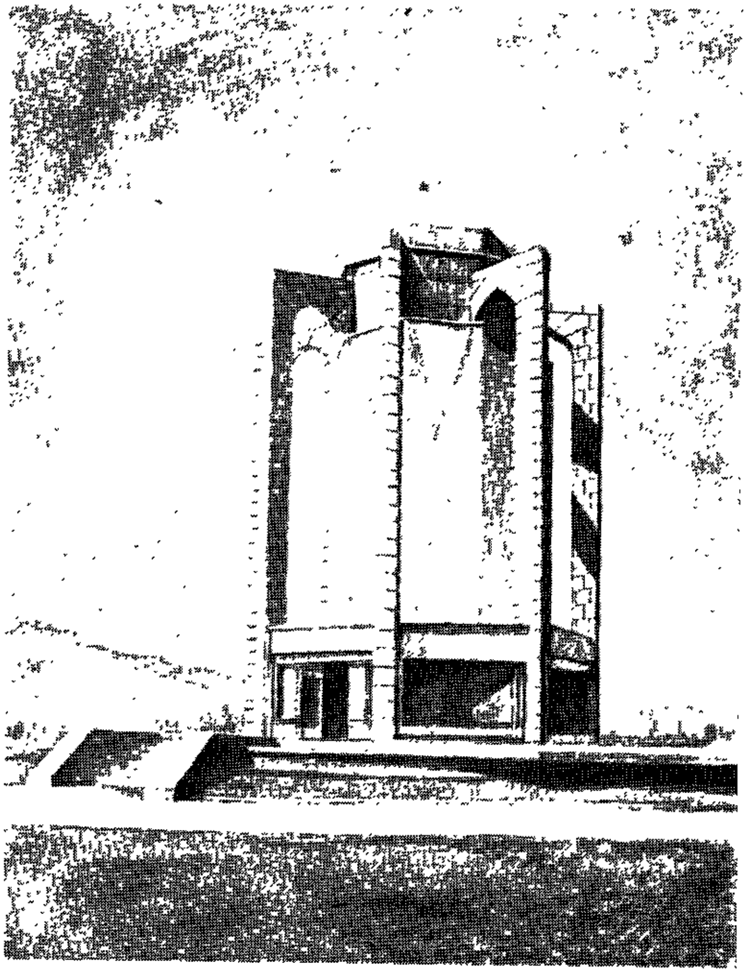

آرامگاه باباطاهر عریان - همدان

سفارت شاهنشاهی ایران

اسلام آباد

باسمه تعالی

نام حضور احمد سلیم برای کسانیکه با پارسی گویان و پارسی دانان معاصر پاکستان آشنا هستند بیگانه نیست وی محقق است باپشتکار که در ادبیات فارسی واردو وانگلیسی مهارت دارد و تتبعات و تحقیقات او چه بصورتِ مقاله در جرائد و مجلات و چه بشکل رسائل مستقل همواره مورد استفاده ادب دوستان و دانش پژوهان بوده است۔

حضور احمد سلیم علاوه بر دانش آموزی در مجامع علمی پاکستان سالها در دانشگاه تهران بتحصیل زبانِ فارسی مشغول بوده واز محضر درس اساتید بزرگ مانند علی اصغر حکمت، مدرس رضوی، دکتر ذبیح الله صفا، دکتر حسین خطیبی مدظلهم العالی و مرحومین مبرورین بدیع الزمان بشرویه ای خراسانی و سعید نفیسی کسب فیض کرده و بدریافت دانشنامه زبانِ فارسی کامیاب شده است۔

حضور احمد سلیم را بیست و دو سال پیش هنگامیکه عازمِ ایران بود در کراچی ملاقات نمودم از همان دیدارِ اول دریافتم که وی از عشاق زبان فارسی است و سفر ایران را فقط و فقط به نیت تحصیل علم و آشنائی بیشتر با زبان فارسی

در پیش گرفته است . در تهران نیز اورا دیدم که باشوق و ذوق بسیار به کارِ خود ادامه میدهد و زحمات او مورد تقدیر اساتید دانشگاه است .

در سفرِ دوم خود به پاکستان باز هم اورا در حیدرآباد سند ملاقات کردم و از استماع اشعار آبدار و خطابات فارسی او برخورداری حاصل نمودم. الحق وجود حضور احمد در حیدرآباد سند برای دانشجویان رشته فارسی و علاقه مندان بفرهنگ و ادبیات ایرانی غنیمتی است گرانبها. وی با پشتکار و کوشش خستگی ناپذیر علیرغم همه مشکلات و موانعی که در راه او گاهگاه بوجود میآید از پا می نمی نشیند و دست از طلب باز نمیدارد. محضر درسش در دانشگاه حیدرآباد مجمع فضلا و دانشجویان زبانِ فارسی است مخصوصاً همکاری نزدیکی که با خانه فرهنگِ ایران در حیدرآباد دارد موجب توفیق بیشتر آن مرکز فرهنگی است .

زبانِ فارسی در پاکستان بمنزله یک زبانِ بیگانه تلقی نمیشود. پاکستان براساس (ایدئولوژی) اسلام بنا شده است . مرحوم قائداعظم محمد علی جناح بنیانگزار پاکستان و مرحوم دکتر محمد اقبال لاهوری فیلسوف بزرگ اسلام که فکر استقلال طلبی را در جامعه اسلامی هند ترویج و یا احیاء نمودند تشخیص دادند که مسلمانانِ این سرزمین جامعه جداگانه ای هستند و تار و پود همبستگیهای آنان را شریعت مطهر اسلام تشکیل داده است. باین سبب مجاهدت نمودند تا وطنی جداگانه داشته باشند و در آنجا براساس افکار و معتقدات خود باسربلندی و آزادی زندگی کنند. خوشبختانه کوششهای آن دو رهبر بزرگ و سایر مجاهدان مسلمان شبه قاره به ثمر رسید و اکنون بیست و پنج سال است که پرچم پاکستان باسرفرازی در سراسر جهان در اهتزاز میباشد .

مسلمانانِ هند از ابتدا تشخیص دادند که ملت مستقل باید فرهنگ مستقل داشته باشد فرهنگ

اسلامی در شبه قاره هند و پاکستان از هزار سال پیش با تمدن و فرهنگ و زبانِ ایران همراه بوده است. باینجهت همواره زبانِ فارسی زبانِ علمی و ادبی مسلمانان این شبه قارّه و ممیّز آنان از سایر جوامع هند بوده است. اگر بخواهیم اسامی شعرا، مورخین، حکما، فقها، متصوّفه و سایر علمای مسلمان شبه قارّه هند و پاکستان را که بزبانِ فارسی آثار خود را برشته تألیف درآورده اند بشماریم خود رساله قطوری را فرا خواهد گرفت. همینقدر میتوان گفت خدماتِ این بزرگان به زبان و فرهنگ فارسی اگر بیش از ایرانیان نباشد کمتر نیست.

یکی از مظاهر رسوخ و عمق زبانِ فارسی در شبه قارّه آنست که زبانهای محلّی اعم از سندی پنجابی پشتو بلوچی و سایر لهجات از قرنها پیش در تحت تأثیر زبانِ فارسی قرار گرفته و از لحاظ قواعد ادبی و اوزان شعری و محسنات لفظی و معنوی همیشه از فارسی پیروی میکرده است. بهترین نمونهٔ این تأثیر را میتوان در زبان اردو که زبانِ مشترک مسلمانان شبه قارّه است ملاحظه نمود زبان اردو گرچه از نظر نحو و اشتقاق تابع لهجهٔ پاپراکریت است اما بخطِّ فارسی نوشته می شود. ولا اقل بیش از صدی پنجاه کلمات آن فارسی یا عربی و ترکی ماخوذ از زبانِ فارسی است. بدون استثنا همه شعرای بزرگ اردو از غالب دهلوی گرفته تا فیض احمد فیض و جوش ملیح آبادی ذوالّلسانین بوده اند و همواره بفارسی گوئی و فارسی دانی خود افتخار میکرده اند و آنجا که زبانِ اردو را برای بیان مضامین و افکار عالیه خود نارسا میدیدند مانند علّامه اقبال بفارسی توسل میجستند و آن زبان را درخور "رفعت اندیشه" خود میدانستند.

حضور احمد سلیم با ترجمهٔ منظوم دوبیتیهای باباطاهر همدانی بزبان اُردو این واقعیّت را بصورت نمایان نشان داده است.

ترجمه دوبیتهای باباطاهر همدانی بزبان اردو بسیار سلیس است۔ هیچگونه تعقید و ابهامی در ترجمه مشاهده نمی شود۔ امانت در ترجمه رعایت شده است و هر جا که پیدا کردن الفاظ پاراکریت برای مترجم محترم مشکل بوده مانند اسلاف خود عین الفاظ و ترکیبات فارسی اصل را در ترجمه قرار داده است و چون از قدیم الایام میزان فصاحت اردو و قرابت آن بفارسی بوده از اینجهت میتوان گفت ترجمه حضور احمد سلیم از نمونه های فصیح زبان اردو بشمار میرود۔

مزید توفیقات دوست فاضل عزیز آقای حضور احمد سلیم را در خدمات فرهنگی و ادبی از خداوند متعال مسئلت دارد وانّهٔ ولی التّوفیق۔

محمد حسین مشایخ فریدنی

اوّل مهر ماه ۱۳۵۱

(ترجمہ)

بسمہ تعالیٰ

حضور احمد سلیم کا نام ان حضرات کے لیے اجنبی نہیں ہے جو پاکستان کے دورِ حاضر کے فارسی گو اور فارسی دانوں سے واقف ہیں ۔ وہ فارسی، اردو اور انگریزی ادبیات کے ماہر ہیں اور پامردی سے اپنے تحقیقی کاموں میں مصروف رہتے ہیں ۔ جرائد اور مجلّات میں ان کی تخلیقات تحقیقی مقالات اور مستقل مضامین ہمیشہ محققین اور ادبا کے لیے استفادے کا باعث رہے ہیں ۔

حضور احمد سلیم پاکستان کی تعلیمی درسگاہوں میں حصولِ علم کے علاوہ کئی سال تک تہران یونیورسٹی میں فارسی زبان کی تحصیل میں مشغول رہے ہیں ۔ علی اصغر حکمت، مدرّس رضوی، ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا، ڈاکٹر حسین خطیبی مدظلہم العالی اور مرحوم و مغفور بدیع الزماں بشرویہ خراسانی اور سعید نفیسی جیسے بزرگ اساتذہ کے سامنے انہوں نے زانوئے تلمذ تہ کر کے کسبِ فیض کیا ہے اور فارسی زبان کی سند حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں ۔

بائیس سال پہلے حضور احمد سلیم سے میری ملاقات کراچی میں ہوئی تھی ۔ اس وقت وہ عازمِ ایران تھے ۔ مجھے اس پہلی ملاقات ہی میں محسوس ہو گیا تھا کہ وہ فارسی زبان کے عشاق اور دلدادگان میں سے ہیں اور ان کا یہ ایران کا سفر فقط حصولِ علم اور فارسی زبان سے مزید واقفیت حاصل کرنے کے لیے ہے ۔ اس کے بعد تہران میں بھی ان سے میری ملاقات ہوئی ۔ میں نے وہاں بھی دیکھا کہ وہ نہایت ذوق و شوق سے اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہیں اور یونیورسٹی کے اساتذہ ان کی مساعی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔

دوسری بار جب مجھے پاکستان کا سفر درپیش ہوا تو ان سے حیدرآباد (سندھ) میں پھر ایک بار ملاقات ہوئی ۔ ان کے اشعارِ آبدار اور فارسی میں تقاریر سن کر مستفید ہوا ۔ یہ امرِ واقعی

ہے کہ حضور احمد کی ذات حیدرآباد سندھ کے فارسی کے طلبہ اور ایرانی ادب و ثقافت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ایک گرانقدر اثاثہ ہے، وہ اپنی انتھک مساعی اور استقامت سے ان تمام مشکلات اور مزاحمتوں کے مقابلے میں جو کبھی کبھی ان کے راستے میں آتی رہتی ہیں، حوصلہ نہیں ہارتے اور حصول وطلب سے دستبردار نہیں ہوتے۔ سندھ یونیورسٹی میں فضلاء اور طلبہ کی بڑی تعداد آپ کے درس میں موجود ہوتی ہے۔ خاص طور پر آپ کا قریبی تعاون جو خانۂ فرہنگ ایران، حیدرآباد کو حاصل ہے، وہ اس ثقافتی مرکز کی بیشتر کامیابیوں کا سبب ہے۔ فارسی زبان پاکستان میں ایک غیر ملکی زبان کی حیثیت سے متصوّر نہیں ہوتی۔ پاکستان اسلامی نظریے کی اساس پر قائم ہوا ہے۔ بانیٔ پاکستان مرحوم قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ اور اسلام کے عظیم فلسفی مرحوم ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ لاہوری جنہوں نے ہندوستان کی ملّتِ اسلامیہ میں استقلال و آزادی کے خیال کی ترویج اور احیاء کے لیے کام کیا، ان کی یہ قطعی رائے تھی کہ اس سرزمین کے مسلمان ایک جداگانہ معاشرت کے حامل ہیں اور چونکہ ان کے رشتۂ و پیوند اور باہمی روابط شریعتِ مطہرۂ اسلام کی رُو سے تشکیل پاتے ہیں، اسی بناء پر وہ ایک علیحدہ وطن کے لیے مساعی بروئے کار لائے تاکہ اپنے عقائد اور نظریات کی اساس پر سرفرازی اور آزادی کی زندگی بسر کر سکیں۔ خوش قسمتی سے ان دو عظیم راہنماؤں اور برصغیر کے تمام مسلم مجاہدین کی کوششیں بارآور ہوئیں اور اب تیئیس سال سے پاکستان کا پرچم ساری دنیا میں سربلندی سے لہرا رہا ہے۔

ہندوستان کے مسلمانوں نے ابتداء ہی میں یہ محسوس کر لیا تھا کہ ایک آزاد قوم کی حیثیت سے اس کی اپنی آزاد معاشرت ہونا ناگزیر ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں اسلامی ثقافت، ایران کی زبان اور تہذیب و تمدّن کا ہزار سالہ پرانا ساتھ رہا ہے۔ یہی سبب ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں کی علمی و ادبی زبان ہمیشہ فارسی زبان رہی ہے جو ہندوستان کے تمام معاشروں میں نمایاں حیثیت کی حامل تھی۔ اگر ہم ان شعراء، مؤرخین، فقہا، صوفیا، حکماء اور برصغیر پاکستان و ہند کے ان تمام اکابر علماء کے ناموں ہی کا شمار کریں، جنہوں نے اپنی تصانیف فارسی میں لکھی

ہیں تو یہ کام ایک ضخیم کتاب کی صورت اختیار کر جائے گا۔ اس صورت میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ فارسی زبان و ثقافت کے لیے ان بزرگوں کی خدمات اگر ایرانیوں سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہیں۔

بّرِصغیر میں فارسی زبان کے محکم اور عمیق اثرات کا ایک واضح ثبوت تو یہی ہے کہ یہاں کی مقامی زبانیں یعنی سندھی، پنجابی، پشتو، بلوچی اور دیگر تمام بولیاں صدیوں سے فارسی کے زیرِ اثر رہی ہیں۔ قواعدِ ادبی، اوزانِ شعری اور لفظی و معنوی خوبیوں کے لیے ان زبانوں نے فارسی ہی کا تتبع کیا ہے۔ اس ضمن میں اردو کو ایک بہترین نمونے کے طور پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جسے بّرِصغیر کے مسلمانوں کی مشترک زبان کا درجہ حاصل ہے۔

اردو زبان اگرچہ نحو اور اشتقاق کے لحاظ سے پراکرت بولی کے تابع ہے لیکن اس کا رسم الخط فارسی ہے اور کچھ نہیں تو اس کے پچاس فیصد سے زائد الفاظ فارسی یا عربی اور ترکی ہیں جو فارسی ہی سے ماخوذ ہیں۔ غالبؔ دہلوی سے لے کر فیضؔ احمد فیض اور جوشؔ ملیح آبادی تک اردو زبان کے بڑے بڑے شعراء بلا لحاظِ استثنا "ذوالِلسانین" ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ اپنی فارسی گوئی اور فارسی دانی پر فخر کیا ہے اور جہاں کہیں اردو کے دامن کو اپنے مضامین اور افکارِ عالیہ کے لیے کوتاہ پایا ہے تو اقبالؒ کی طرح فارسی ہی کو ذریعۂ اظہار بنایا ہے اور اسی زبان کو اپنے "رفعتِ اندیشہ" کے لائق قرار دیا ہے۔

حضور احمد سلیم نے باباطاہر ہمدانی کی دوبیتیوں کے اردو منظوم ترجمے میں اس حقیقت کا نمایاں طور پر مظاہرہ کیا ہے۔

اردو زبان میں دوبیتیوں کا ترجمہ نہایت سلیس ہے۔ اس میں کسی قسم کی تعقید اور ابہام نظر نہیں آتا۔ ترجمے میں دیانت کو ملحوظ رکھا ہے اور جہاں کہیں محترم مترجم کو پراکرت لفظ کے حصول میں مشکل درپیش آئی ہے تو انہوں نے "اپنے اسلاف کی طرح عین وہی الفاظ اور اصل فارسی ترکیبات استعمال کر کے ترجمہ کر دیا ہے۔ اور چونکہ قدیم الایام سے اردو زبان کی فصاحت کا معیار اس کی فارسی سے قرابت رہی ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ حضور احمد سلیم کا یہ ترجمہ اردو زبان

کے فصیح نمونوں میں سے ایک ہے۔

مَیں خدائے تعالیٰ سے اپنے عزیز فاضل دوست جناب حضور احمد سلیم کے لیے ان کی علمی و ادبی خدمات کے سلسلے میں مزید توفیقات کا خواہاں اور دعا گو ہوں۔

وانہٗ ولی التوفیق

محمد حسین مشایخ فریدنی

اوّل مہرماہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۷۲ء

گفتارِ مترجم

باباطاہرعریاں ہمدانی کی دوبیتیوں کا ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی اب تک کی تحقیقات کی روشنی میں ان کی سوانح حیات کے متعلق معلومات بھی یکجا کرکے پیش کردی گئی ہیں جو "گفتارِ مترجم" کے بعد آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

میرا دل اللہ تعالیٰ کے شکر و احسان سے لبریز ہے۔ اس کام کا آغاز تو ۱۹۶۴ء کے اوائل ہی میں کیا گیا تھا لیکن مسوّدہ کی تنظیم و ترتیب ۱۹۷۰ء کے آخر میں عمل میں آئی۔ یہ منظوم ترجمہ میری سالہا سال کی آرزوؤں کا ماحصل ہے۔ ہند و پاکستان میں باباطاہر کی دوبیتیوں کے جو مطبوعہ نسخے معلوم اور موجود ہیں وہ برطانوی محقق ہیرن ایلن کے نسخے کی مختلف شکلیں ہیں جن میں مرحوم عندلیب شادانی کی شرح رباعیات باباطاہر بھی شامل ہے۔ ابتداً راقم مترجم نے مرحوم حسین وحید دستگردی اصفہانی کے نسخے کو اساس بناکر ترجمے کو مکمل کیا۔ یہ نسخہ تہران میں بعنوان "دیوان باباطاہر" ۱۳۰۶ھ ہجری/۱۹۲۷ عیسوی میں طبع ہوا ہے۔ اس نسخے میں مجموعی طور پر ۲۹۶ دوبیتی تو وہ ہیں جو نامور مرتب کی نظر میں باباطاہر ہی کی طبعِ فکر کا نتیجہ ہیں اور خاصی تعداد مشکوک دوبیتیوں کی ہے جو علیحدہ کردی گئی ہیں۔ ازاں بعد جب ۲۶ شہریور ماہ ۱۳۵۱ (۱۷ ستمبر ۱۹۷۲ عیسوی) کو دانشمند محترم جناب آقائے رشید فرزانہ پور سابق ڈائرکٹر ایران کلچر سنٹر حیدرآباد نے بکمال مہربانی مجھے "سرودہ ہای باباطاہر ہمدانی" تالیف جناب مراد اورنگ (مطبوعہ ۱۳۵۰ ش) کا نسخہ عطا کیا، جسے موصوف نے تہران سے شخصاً نیازمند کے لیے خریدا تھا تو مجھے اس تحقیق تازہ کو سامنے رکھتے ہوئے پورے کام پر نظرِ ثانی کے لیے توجہ دینی پڑی۔ جناب فرزانہ پور کی اس نوازش اور کرم گستری کا میں تہ دل سے ممنون ہوں۔ کتاب مذکور کے دستیاب ہونے پر راقم نے مؤلف کے اس نقطۂ نظر کو بھی

سامنے رکھا کہ دراصل ۱۲۸ دوبیتی ہی ایسی ہیں جو اسلوبِ نگارش اور شیوۂ بیان کے لحاظ سے باباطاہر کی قرار دی جاسکتی ہیں۔ استدلال یہ ہے کہ یہ سب کم و بیش قدیم ترین دستیاب نسخوں میں موجود ہیں۔ اس دعوے کے باوجود ایک ایرانی دانشمند جناب علی اصغر حکمت نے ایک دوبیتی (شمارہ ۷۷ سرودہ ہای باباطاہر ہمدانی) سے اختلاف کیا ہے[1] اور اسے دسویں صدی کی الحاقی دوبیتی قرار دیا ہے۔ تاہم مترجم نے نسخۂ وحید دستگردی سے تو پورا پورا استفادہ کیا۔ لیکن ساتھ ساتھ ان تمام دوبیتیوں کی مطابقت مراد اورنگ کی کتاب میں فراہم کردہ تمام دوبیتیوں سے کی۔ ان دوبیتیوں کو بھی دیکھا جو تشنۂ تحقیق ہیں اور ان کو بھی جن پر غائر نظر سے تحقیق کی گئی ہے اور مطابقت کے دوران مؤلف کی تحقیق سے اتفاق کرتے ہوئے جابجا صحیح ترین متن کو اپنا کر ترجمے میں تبدیلیاں بھی کیں۔ درحقیقت یہ کہنا بڑا مشکل ہے کہ باباطاہر کی اصل دوبیتیاں کونسی ہیں۔ تاہم زیرِ نظر نسخے کے بارے میں وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ باباطاہر کا کلام مجموعی طور پر اس میں شامل ہے۔ صدیوں بعد کلام کی چھان پھٹک ایک صبر آزما اور مشکل ترین کام ہے اور یہ بات یوں اور بھی مشکل ہو جاتی ہے کہ باباطاہر کے بعد پورفریدوں، صوفی مازندرانی اور بہت سے گمنام شعراء نے بھی اسی طرز میں دوبیتیاں کہی ہیں۔ جو مرورِ زمانہ کے ساتھ ایک دوسرے کے نام سے منسوب ہو گئیں۔ مترجم نے ترجمے کی حد تک دوبیتیوں کی تعداد تین سو تک برقرار رکھی ہے۔ گویا وحید دستگردی اور مراد اورنگ کی مساعی سے جو کام ہوا، یہ انتخاب اسی سے ہے۔ البتہ حروفِ تہجی کے لحاظ سے اس کو ترتیب دے دیا گیا ہے تاکہ سہولت ہو۔

مَیں انتہائی فخر سے اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہوں کہ دانشمندِ شہیر پاکستان میں اعلیٰ حضرت شاہنشاہِ ایران محمد رضا شاہ پہلوی آریامہر کے سفیرِ معظم و محترم جناب ڈاکٹر محمد حسین مشائخ فریدنی نے بکمال لطف و عنایت میری درخواست پر "دوبیتی نامہ باباطاہر ہمدانی" پر مقدمہ تحریر فرمایا جو میرے لیے ہمیشہ مایۂ سرفرازی اور باعثِ صد افتخار رہے گا۔ مَیں صمیمِ قلب سے آپ کی اس بے پایاں نوازش کا شکر گزار ہوں ○

---

[1] اس بحث کی تفصیل آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ کریں گے (مترجم)

ہر صبح و شام قافلہ از دعای خیر
در صحبتِ شمال و صبا می فرستمت

آخر میں مَیں اپنے کرم فرما اور ملک کے نامور شاعر رئیس الشعراء جناب رئیس امروہوی کا بے حد ممنون ہوں کہ موصوف نے اس منظوم ترجمے کو بہ نظرِ عمیق ملاحظہ فرمایا اور مشفقانہ رہنمائی کے ساتھ ساتھ اپنے مخلصانہ مشوروں سے قدم بقدم میری حوصلہ افزائی کی، آپ اپنے مکتوب میں رقمطراز ہیں:

" برادرِ عزیزم،

بابا طاہر عریاں کی قدیم زبان اور پھر ان کا ترجمہ، وُہ بھی نظم میں۔ درحقیقت یہ آپ ہی کا بوتہ ہے کہ ایسے امرِ اہم میں ہاتھ ڈالا ہے، خدا کامیاب کرے۔ اس میں شبہ نہیں کہ آپ نے خوب ترجمہ کیا ہے۔ اصل کی روح اور جسم کو برقرار رکھتے ہوئے تخلیق کے کیف و سرور کو بھی باقی رکھا ہے۔

جزاک اللہ

رئیس امروہوی

ایران کلچرل سینٹر حیدرآباد کے ڈائرکٹر محترم جناب یوسف کیوان شکوہی میرے دلی تشکر کے مستحق ہیں جن کی ذاتی دلچسپی سے یہ کتاب طباعت کے مراحل سے گذری۔

سال و مہت مبارک و روز و شبت بخیر
بختت بلند و گردش گیتی بکام باد

حضور احمد سلیم

۲۴ دسمبر ۱۹۷۴ء
مطابق ۹ ذی الحج ۱۳۹۴ ہجری
بروز سہ شنبہ۔ حیدرآباد سندھ

باباطاہرعریاں ہمدانی

باباطاہرعریاں ہمدانی کا شمار ایران کے معروف شعرا میں ہوتا ہے جن کا کلام سینہ بہ سینہ صدیوں سے عوام وخواص کے دلوں کو گرماتا رہا ہے ۔ آپ کی دوبیتیاں[1] اسلوب کی سادگی، بیان کی دلآویزی، تاثیر کی گہرائی اور گیرائی، سوز وگداز کی اثر آفرینی کا ایک دلکش مرقّع ہیں ۔ آپ کا کلام جہاں زہد واستغنا، پرہیزگاری و اتّقا، عبادت ومعرفت، وجد وسرور، درد وحسرت اور محبت وفراق جیسے صوفیانہ مشرب کی عکاسی کرتا ہے وہیں اپنے دلدوز پند ونصیحت اور اثرانگیز شعلہ نوائی سے قاری کے احساسات وجذبات میں تلاطم اور ہیجان بھی پیدا کر دیتا ہے ۔ بابا طاہر اپنے وقت کے عارف کامل اور صاحب مقام بزرگ تھے ۔ نام ونمود سے ایسے متنفّر کہ ساری زندگی گوشۂ تنہائی اور گمنامی میں بسر کر دی ۔ عہدِ سلاجقہ کے شعراء کی صف میں آپ ایک منفرد اور یگانہ مقام رکھتے تھے ۔

نام اور بود وباش آپ کا نام طاہر تھا اور بابا[2] کا لفظ آپ کے درویشانہ مسلک اور قلندرانہ طرزِ زندگی کی مناسبت سے نام ہی کا حصّہ بن گیا ۔ بود وباش کے لحاظ سے آپ ہمدانی ہیں ۔ ماضی کے تمام تذکرہ نویسوں اور زمانۂ حال کے محققوں نے آپ کا مقامِ پیدائش اور جائے سکونت ہمدان ہی کو قرار دیا ہے ۔ ان میں بلحاظِ قدامت "راحت الصدور وآیۃ السرور" کے مصنّف

---

[1] ڈاکٹر عندلیب شادانی مرحوم اپنے مضمون بہ عنوان "خضر کیونکر بتائے کیا بتائے" (مطبوعہ سہ ماہی صحیفہ ۔ لاہور شمارہ ۸ ۔ مارچ ۱۹۵۹ء) میں اس پر مصر ہیں کہ باباطاہر کی دوبیتیوں کو رباعیات کہا جائے لیکن راقم کو اس رائے سے اختلاف ہے کیونکہ یہ رباعی کی مخصوص بحر سے خارج ہیں

[2] قلندروں کے طائفہ کو بھی بابا کہتے ہیں جیسے باباطاہر، باباجعفر، باباافضل (برہان قاطع ۔ جلد اول مطبوعہ تہران)

محمد بن علی بن سلیمان الراوندی کا نام سرفہرست ہے[1]۔ ایک عربی مخطوطے[2] کے حوالے سے آپ کو لرستانی بھی کہا گیا ہے لیکن اس غلطی کا ازالہ جناب مراد اورنگ[3] نے کامل تحقیق کے بعد یہ کہہ کر کردیا کہ علاقہ لرستان کے شہر خرّم آباد میں باباطاہر کے نام سے جو مزار اور خانقاہ مشہور ہے وہ دراصل ایک اور بزرگ "سیّد طاہرؒ" کے نام سے متعلق ہے۔ نیز خرم آباد کے معمر لوگوں نے بھی اس امر کی تصدیق کی ہے کہ باباطاہر ہمدانی کا خرّم آباد میں واقع مزار اور خانقاہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اندرونی شواہد بھی اس امر کی طرف واضح اشارہ کرتے ہیں کہ باباطاہر کا وطن مالوف ہمدان ہی تھا۔ وہ ایک دوبیتی میں کہتے ہیں:۔

موآن اسپیده بازم همدانی
لانه درکوه دارم در نهانی

علاوہ بریں ہمدان کے قریب واقع کوہِ الوند کا ذکر بھی آپ کی دوبیتیوں میں ملتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

گلی کشتم بپای الوند دامان
اوشس از دیده دادم صبح وشامان
درم برسرنهی الوند ومیمند
نمی وازم خدا ذونی تة ذونی
هرآن کالوند دامان مو نشانی
دامان از هر دو عالم درکشانی

یہ شواہد بھی اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ ہمدان ہی آپ کی جائے بود و باش

---

[1] راحت الصدور ص۹۸ مطبوعہ لندن ۔ ۱۹۲۱ عیسوی ۔
[2] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ۔
[3] سروده های باباطاهر همدانی ص۲۴ مطبوعہ تہران ۔ از م۔ اورنگ ۔

اور مسکن تھا۔ مزید برآں ان ہی صفحات میں آپ ملاحظہ کریں گے کہ سلطان طغرل بیگ سلجوقی اور شاہ خوشین باباطاہر سے ملاقات کے لیے ہمدان آئے تھے۔ دیگر یہ کہ باباطاہر کا مقبرہ جو زمانۂ قدیم سے مرجع خلائق ہے، ہمدان ہی میں واقع ہے۔

باباطاہر کا زمانۂ حیات باباطاہر کے زمانۂ حیات کے تعین کے لیے ہم عہدِ سلاجقہ پر لکھی گئی کتاب "راحت الصدور"[۱] کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

باباطاہر سے متعلق راوندی لکھتا ہے:

"سُنا ہے جب طغرل بیگ ہمدان آیا تو اس وقت تین بزرگ مشہور تھے۔ باباطاہر، باباجعفر اور شیخ حمشا۔ یہ تینوں ہمدان کے قریب خضر نامی ایک پہاڑی پر کھڑے تھے کہ سلطان کی نظر ان پر پڑی۔ لشکر ہمراہ تھا۔ سلطان گھوڑے سے اُترا اور اپنے وزیر ابونصر الکندری[۲] کو ساتھ لے کر ان کی خدمت میں آیا اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ باباطاہر نے متغیر ہو کر پوچھا "اے ترک! مخلوقِ خدا کے ساتھ کیسا سلوک کرے گا؟" سلطان نے جواب دیا "جیسا آپ فرمائیں گے"۔ باباطاہر نے کہا "ویسا کر جیسا خدا فرماتا ہے" "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ"[۳] یہ سن کر سلطان آبدیدہ

---

[۱] راحت الصدور و آیۃ السرور (مطبوعہ لندن) صفحہ ۹۸ ـــ ۹۹
یہی وہ واحد اور قدیم ترین نسخہ ہے جسے محمد بن علی ابن سلیمان الراوندی نے سلطنت سلجوقیہ کے سقوط کے تقریباً نو سال بعد تحریر کیا۔ دوسرے اس کی وقعت یوں بھی ہے کہ خود مصنف سلجوقیوں کا ہم عصر تھا۔ "راحت الصدور" کا متذکرہ بالا نسخہ پیرس کی قومی لائبریری میں محفوظ ہے۔ راوندی نے اس کتاب کی تالیف کا آغاز ۵۹۹ ہجری (۱۲۰۲ عیسوی) میں کیا اور ۶۰۳ ہجری (۱۲۰۷ عیسوی) میں اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ ۱۹۲۱ء میں پروفیسر محمد اقبال، اورنٹیل کالج لاہور نے تصحیح کے بعد اسے پہلی بار لندن سے طبع کرایا۔

[۲] عمید الملک ابونصر محمد بن منصور الکندری۔

[۳] قرآنِ مجید ۱۶: ۹۰ (سورۂ نحل)

ہوگیا اور کہا "ایسا ہی کروں گا" بابا طاہر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا "کیا تم کو میری بات قبول ہے؟" سلطان نے اس کا جواب اثبات میں دیا۔ اس وقت بابا طاہر کی انگلی میں وضو کرنے کے لوٹے کی ٹونٹی تھی، اپنی انگلی سے نکال کر طغرل کی انگلی میں پہنا دی اور کہا "جا مملکتِ عالم اسی طرح تجھ کو دی، عدل پر قائم رہنا" سلطان اس ٹونٹی کو ہر وقت تعویذ کی طرح اپنے پاس رکھتا اور جب کوئی معرکہ درپیش ہوتا تو وہ اسے اپنی انگلی میں پہن لیتا تھا"

یہ بات نظر میں رکھتے ہوئے کہ سلطان طغرل بیگ سلجوقی کا عہدِ سلطنت ۴۲۹ ہجری/۱۰۳۷ عیسوی سے ۴۵۵ ہجری/۱۰۶۳ عیسوی تک رہا ہے اسی عہد کی تاریخ سے ایک اور واقعے کا مطالعہ کرتے ہیں۔

بغداد میں دیلمی خلیفہ اور سپہ سالار لبا سیری کے درمیان سیاسی کشمکش کے سبب جب آتشِ فساد کا دھواں اٹھنا شروع ہوا تو وہ (طغرل) محرم ۴۴۷ ہجری میں رے سے ہمدان کی طرف بڑھ آیا اور اعلان کیا کہ مَیں حج پر جانا چاہتا ہوں۔ اس اعلان میں بیّن سیاسی مصلحت مضمر تھی۔ اس نے اپنی فوجی قوّت کو پوری طرح تیار کیا اور اپنے فوجی گورنروں کو احکام بھیج دیئے کہ وہ راستے میں موکب شاہی کے ساتھ شامل ہونے کے لیے فوجی دستے اور ضروری سامانِ رسد مہیا رکھیں ان تیاریوں کے ساتھ طغرل بیگ نے ہمدان سے کوچ کیا۔---------- ۲۲ رمضان ۴۴۷ھ کو جمعہ کے دن بغداد کے منبروں پر طغرل کا خطبہ پڑھا گیا[1]

راحت الصدور میں راوندی نے طغرل بیگ اور بابا طاہر کی جس ملاقات کا ذکر کیا ہے وہ اوپر دیے گئے حوالے کی روشنی میں اسی سفر کے دوران یعنی ۴۴۷ ہجری میں ہوئی۔ دیگر تذکرہ نویسوں اور محققین نے بھی بالاتفاق مذکورہ سال ہی کو ملاقات کا سال تسلیم کیا ہے۔

ژوکوسکی (ZHUKOVSKY) جو روسی زبان کا فاضل ادیب اور محقق ہے اس نے ایک

---

[1] سلاجقہ (حصّہ اوّل) از، سیّد ابوالاعلیٰ مودودی بحوالہ ابنِ اثیر جلد ۹۔ ص ۲۵۰-۲۵۳۔

مقابلے میں بوعلی سینا (متوفی ۴۲۸ ہجری / ۱۰۳۸ عیسوی ۔ ہمدان) سے باباطاہر کی ملاقات کا ذکر کیا ہے[1]۔ اسی طرح پروفیسر براؤن ابوسعید ابوالخیر کے حالاتِ زندگی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

" باباطاہر کی طرح ابوسعید ابوالخیر کی بھی بوعلی سینا سے رسم و راہ تھی "

چونکہ ابوسعید ابوالخیر کا زمانۂ حیات ۳۵۷ ہجری تا ۴۴۰ ہجری ہے اس لیے باباطاہر کا بوعلی سینا اور ابوسعید ابوالخیر کے معاصرین میں ہونا قابلِ فہم ہے۔

ایک اہم شہادت | ہمدان کے قریب واقع ناحیہ لرستان میں ایک مذہبی فرقہ بنام "اہلِ حق" (یارسان) کا وجود ملتا ہے۔ جس کی داغ بیل سلطان سہاک یا سلطان اسحٰق نے آٹھویں صدی ہجری میں ڈالی تھی۔ سلطان سہاک نے اس فرقے کے معتقدات اور مذہبی احکام پر مشتمل "آئینِ یارسان" مرتب کیا جسے وہ "کلامِ سرانجام" کے نام سے یاد کرتا ہے۔ "آئینِ یارسان" میں وہ شاہ خوشین کو اس فرقے کے برگزیدہ پیشواؤں میں شمار کرتا ہے اور لکھتا ہے " شاہ خوشین کی پیدائش حضرت علیؓ کی شہادت کے ۳۶۶ سال بعد ہوئی۔ چونکہ حضرت علیؓ کی شہادت کا سال ۴۰ھ ہجری ہے اس طرح شاہ خوشین کا سالِ پیدائش ۴۰۶ ہجری قرار پاتا ہے اور چونکہ شاہ خوشین نے بعمر ۶۱ سال اس دنیا سے رحلت کی اس طرح اس کی وفات ۴۶۷ ہجری میں ہوئی۔ "آئینِ یارسان" میں اس برگزیدہ پیشوا کی باباطاہر سے ملاقات کا حال بھی تفصیلاً درج کیا گیا ہے جس کے لیے وہ ہمدان کا سفر کرتا ہے وغیرہ . . . . اس اہم حصے کی طرف رجوع کرنے سے پیشتر یہاں ایک پاکباز اور متقی خاتون " فاطمہ لرہ " کا ذکر ناگزیر ہے۔ اس خاتون کا تذکرہ اس لحاظ سے خاصا اہم اور وقیع ہے کہ اس سے باباطاہر کی زندگی کا ایک اہم پہلو اجاگر ہو کر سامنے آتا ہے۔

فاطمہ لرہ | آئینِ یارسان کے مفسرین نے "اشعارِ اہلِ حق" اور "مجموعہ رسائل" میں

---

[1] A LITERARY HISTORY OF PERSIA – VOL : II BY E. G. BROWNE

تفصیل سے باباطاہر اور فاطمہ لرہ کی محبّت کی دِل انگیز داستان عقیدت وارادت سے لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دونوں ایامِ شباب ہی سے ایک دوسرے کے والہ و فریفتہ تھے۔ اگرچہ باباطاہر شہر کی ہنگامہ آرائیوں سے دور کوہ الوند کے دامن میں ایک خانقاہ میں گوشہ گیر تھے۔ اور فاطمہ لرہ اکثر آپ سے ملاقات کے لیے وہاں جایا کرتی تھی، اور ان کے درمیان یگانگت اور محبّت تھی، بایںہمہ یہ زہد واتقا کے پیکر ازدواج کے رشتے میں منسلک نہیں ہوئے۔ دورانِ جوانی سے پیرانہ سالی تک انہوں نے عبادت اور پرہیزگاری میں عمر بسر کی اور ہوا و ہوس کی طرف ان کی خدا پرست طبیعت کبھی مائل نہیں ہوئی۔ فاطمہ لرہ کا تعلّق ناحیہ کرمان شاہ میں واقع ایک چھوٹی سی بستی گوران سے تھا۔ لیکن باباطاہر کی محبت نے اسے کوہ الوند کے دامن میں ایک خانقاہ پر جبہ سا کر دیا تھا۔

شاہ خوشین اور باباطاہر کی ملاقات شاہ خوشین جب سنّ شعور کو پہنچا تو اس نے خود کو "آئینہ خدانما" کی حیثیت سے پیش کیا۔ جہاں جہاں وہ جاتا لوگ جوق در جوق اس کی پیشوائی کو آتے اور اس کے گرویدہ اور مطیع ہو جاتے۔ ایک روز اس کے دل میں باباطاہر سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اس خیال کے آتے ہی وہ ہمدان روانہ ہوگیا۔ ہمدان کے لوگوں نے اس کا پرجوش استقبال کیا اور میزبانی کا شرف حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن شاہ خوشین نے کہا کہ میں اپنے گھوڑے کی لگام چھوڑ دیتا ہوں جہاں وہ ٹھہر جائے گا میں وہیں قیام کروں گا اور اسی کا مہمان ہوں گا۔ گھوڑا شہر کی حدود سے نکلا اور سیدھا باباطاہر کی خانقاہ پر جاکر رُک گیا۔ جب شاہ خوشین کی نظر باباطاہر پر پڑی تو کہا "میں آپ کا مہمان ہوں"۔ باباطاہر بڑے تپاک اور خندہ پیشانی سے ملے اور شاہ خوشین کی آمد کو اپنے لیے باعثِ عزو افتخار جانا۔ پھر باہم راز و نیاز کی گفتگو ہونے لگی۔ باباطاہر نے فاطمہ لرہ کو کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ کھانا تیار ہو گیا تو سب نے سیر ہو کر کھایا۔ شاہ خوشین نے مالی خدمت کرنا چاہی تو باباطاہر نے یہ کہہ کر عذر کیا کہ "آپ کی محبت ہی میرے لیے ہزار خزانوں سے بڑھ کر ہے"۔

اسی فرقے کے ایک اور روحانی پیشوا پیر قباد دیوانہ نے "پیمانِ دین" کے نام سے ایک کتاب میں آستانہء باباطاہر پہ شاہِ خوشین کی آمد کا ذکر خود اس کی زبان میں یوں قلمبند کیا ہے :۔

آویانہء طاہر، آویانہء طاہر
بارگہء شام وستن آویانہء طاہر

یعنی مَیں طاہر کے گھر میں جاہ و جلالِ شاہی کے ساتھ فروکش ہُوا ہوں۔

اس کے بعد وہ بزبانِ باباطاہر رقمطراز ہے :۔

شام بی و مہمان، شام بی و مہمان
عالی نان. عالی شام بی و مہمان
چنی نہ صد باشِن قلندران
باباطاہر بیم، میرد ہمدان

یعنی شاہِ (خوشین) میرا مہمان ہے۔ میں کس قدر عالی مرتبت ہوں کہ شاہ (خوشین) میرا مہمان ہے۔ میں اس کے ساتھ ہوں جو نو سو قلندروں میں برگزیدہ ہے اور مَیں باباطاہر مردِ ہمدان (اس کا میزبان) ہوں۔

ان واقعات کی روشنی میں باباطاہر کی پیدائش چوتھی صدی ہجری کے آخری ربع میں قرار پاتی ہے۔ جناب مراد اورنگ[۱] کے قیاس کے مطابق ۳۹۰ ہجری باباطاہر کا سالِ پیدائش اور ۴۴۷ ہجری کے چند سال بعد ان کی رحلت کا زمانہ ہے۔

باباطاہر کے زمانہء حیات کے تعین کے بعد اس قلندر صفت درویش کے بارے میں بعض کتابوں سے اقتباسات درج کئے جاتے ہیں جو ان کے مقام و مرتبہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

۱۔ باباطاہر عریاں عارفِ کامل اور محقق فاضل تھے۔[۲]

---

[۱] دیکھئے۔ سرودہ ہای باباطاہر ہمدانی از مراد اورنگ ص۲۵ ۔

[۲] ریاض الشعراء۔ علی قلی بیگ والہ داغستانی ۔

۲ ۔ باباطاہر کی جائے پیدائش ہمدان تھی اور وہ خود عارف ہمہ دان تھے ۔ بحرِ وحدت میں مستغرق رہتے تھے اور اپنی ذات سے اس درجہ بے خبر تھے کہ سردیوں کا موسم ہو یا گرمیوں کا، عُریاں گھومتے رہتے ۔*

برف پر بیٹھ جاتے تو ان کے اطراف کی برف پگھل جاتی تھی ۔ ؎۱

۳ ۔ طاہر ہمدانی نوراللہ روحہ ۔ مشہور بہ باباطاہر عریاں ۔ خاک پاکِ ہمدان سے ان کا تعلق تھا ۔ اس علاقے میں دیوانہ مشہور تھے ۔ بیشتر اوقات غاروں میں بسر کرتے تھے ۔ کہتے ہیں کہ موسم سرما میں آتشِ دل کی تاب نہ لاکر کوہِ الوند کی برف پوش جگہوں پر عُریاں بیٹھ جاتے تھے اور پھر بھی گرمی کی شکایت کرتے تھے ۔ آپ کے اطراف برف پگھل کر پانی بن جاتی تھی ۔ غرض مجذوبِ کامل اور مجنونِ عاقل تھے ۔ ؎۲

۴ ۔ باباطاہر دیوانۂ ہمدان اور فرزانۂ ہمہ دان تھے ۔ ؎۳

بچپن کا ایک واقعہ | ہیرن ایلن نے اپنی کتاب "دی لیمنٹ آف باباطاہر" ؎۴ (فغانِ باباطاہر) میں بوشہر میں متعین برطانوی ریذیڈنٹ چارلس کیمبل کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ،

"کہتے ہیں باباطاہر ایک اَن پڑھ لکڑہارا تھا ۔ دن میں جب وہ مدرسے جاتا تو اپنے ہم سبق

---

* یہاں سرمد کی ایک رباعی بے ساختہ یاد آئی :

آں کس کہ ترا شکوہِ سلطانی داد
مارا ہمہ اسباب پریشانی داد
پوشاند لباس ہر کرا عیبی دید
بی عیبان را لباس عریانی داد

؎۱ (نسخہ دوبیتی ہا وغزلہای باباطاہر ۔ قومی لائبریری ۔ تہران)
؎۲ ریاض العارفین ۔ رضا قلی ہدایت
؎۳ آتشکدہ ۔ جلد دوم ۔ لطف علی بیگ آذر
؎۴ THE LAMENT OF BABA TAHIR BY HERON ALLEN

ساتھیوں کو ذوق وشوق سے پڑھتے ہوئے دیکھ کر حیرت سے ان کا مُنہ تکتا رہتا۔ اس کی سادہ لوحی کی وجہ سے لڑکے اس کا تمسخر اڑاتے تھے۔ ایک دن اس نے اپنے کسی ہم سبق ساتھی سے پوچھا: تعجب ہے کہ تم استاد کی باتیں کیسے سمجھ لیتے ہو۔ لڑکے نے طنز وشوخی سے جواب دیا۔ دراصل ہم آدھی رات کو اُٹھ کر مدرسے کے حوض میں نہاتے ہیں اور چالیس مرتبہ سر کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں طاہر نے لڑکے کی بات کو سچ جانا اور باوجودیکہ موسم شدید سرد تھا۔ اس نے خود بھی ویسے ہی عمل کیا۔ ایسے میں ایک شعلہ نمودار ہؤا اور اس کے جسم میں داخل ہوگیا۔ دوسرے روز جب وہ مدرسے آیا تو اپنے ساتھیوں سے فلسفیانہ انداز میں باتیں کرنے لگا۔ لڑکوں نے جب اس اچانک تبدیلی کا سبب پوچھا تو طاہر نے سارا ماجرا بیان کر دیا اور ہنستے ہوئے کہنے لگا:

اَمْسَیْتُ کُرْدِیاً وَ اَصْبَحْتُ عَرَبِیاً [1]

یعنی رات مَیں نے ایک کُرد کی طرح گزاری اور صبح ہوتے ہی مَیں ایک عرب کے مانند تھا۔ یہ واقع سُن کر لڑکے ہکّا بکّا رہ گئے۔

یہی حکایت روسی محقق ژوکوسکی (ZHUKOVSKY) نے بھی تہران میں اکثر لوگوں کی زبانی سُنی ہے۔[2]

باباطاہر کا مَسلک | صوفی منش درویشوں کے بارے میں اس قسم کی بحث اگرچہ سعیٔ لاحاصل ہوتی ہے لیکن جناب مراد اورنگ نے اپنی کتاب "سرودہ ہای باباطاہر ہمدانی"

---

[1] کہتے ہیں یہ قول سیّد ابوالوفا کُرد کا ہے جو تحصیلِ علم کے بغیر ایک اندرونی جذبہ کے تحت لکھنا پڑھنا سیکھ گیا تھا۔ حسّام الدین حسن ابنِ محمد حسن معروف بہ ابنِ اخی ترک جو جلال الدین محمد بلخی کا ممدوح تھا، اسی کرد کی اولاد سے تھا۔ مولانا رُومی فرماتے ہیں:
"ستِ امسینا کردیا" — بخوان ۔ راز اصبحنا عربیاً بدان۔
(بحوالہ: امثال وحکم جلد اوّل از علی اکبر دہخدا)

[2] انسائیکلو پیڈیا آف اسلام۔ مطبوعہ لندن۔

میں فرقۂ اہلِ حق سے باباطاہر کے تعلق کی نفی کرتے ہوئے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ "باباکیش شیعہ را داشتہ است" — جہاں تک باباطاہر کی فرقۂ اہلِ حق سے نسبت کا تعلق ہے یہ کہنا صحیح ہے کہ باباطاہر کا اہلِ حق سے کوئی واسطہ نہ تھا ۔ اہلِ حق کی بنیاد آٹھویں صدی ہجری کے شروع میں سلطان سہاک یا سلطان اسحٰق کے ہاتھوں رکھی گئی اور باباطاہر کا زمانۂ حیات پانچویں صدی ہجری کا ہے جب کہ اس وقت اس فرقہ کا نام ونمود تک نہ تھا۔ یہ فرقہ باباطاہر کو محض اس لیے محترم اور برگزیدہ شمار کرتا ہے کہ ان کے پیشوائے طریقت شاہ خوشین کو باباطاہر سے عقیدت و ارادت تھی اور وہ ان سے ملنے کے لیے عازمِ ہمدان ہوا تھا ۔ وہ باباطاہر کا مہمان رہا اور ان سے راز و نیاز کی گفتگو کی ۔

باباطاہر کے شیعہ ہونے کے لیے مؤلف محترم نے یہ دوبیتی بطورِ استدلال پیش کی ہے،

از آن روزی کہ ما را آفریدی
بغیر از معصیت چیزی ندیدی
خدا وندا بحق ہشت و چارت
زما بگذر "شتر دیدی ندیدی"

وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ چونکہ "ہشت و چار" سے آئینِ شیعہ میں بارہ امام مراد ہوتے ہیں اس لیے باباطاہر کی ان سے دلبستگی ظاہر ہے ۔

جناب علی اصغر حکمت کی ذات ادبا اور محققین میں محتاجِ تعارف نہیں ہے وہ اپنے ایک مقالے میں جناب مراد اورنگ کی اس رائے سے اختلاف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں[1]

"اس ناچیز کی رائے میں یہ دوبیتی : از آن روزی کہ ما را آفریدی ... الخ" دسویں صدی ہجری کے بعد کی کہی ہوئی ہے ۔ پانچویں صدی میں جو باباطاہر کا زمانۂ حیات ہے

[1] مجلّہ ماہانہ، وحید (تہران) شمارہ ۸ ۔ (نومبر ۱۹۷۲ء ۔ آبانماہ ۱۳۵۱) صفحہ ۸۲۸

اور سلجوقیوں کا عہدِ سلطنت، پورے ایران میں عمومی مذہب قوت و اقتدار کا مذہب تھا۔ اور سلاطین اور وزراء نے اسے سرکاری مذہب قرار دے دیا تھا۔ اس طرح ہمدان بھی اسکے اثرات سے خارج نہیں تھا۔

اس سے قطع نظر بابائے بزرگوار کا مقام و مرتبہ تو علوی اور آسمانی تھا۔ ان کی حیثیت اس سے کہیں برتر اور بالاتر ہے کہ اس قسم کے جھگڑوں سے ان کے دامن کو آلودہ کیا جائے۔ اور پھر دانشمند محترم جناب اورنگ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک دیوانہ جو کہ قلندر بھی ہے لباس عریانی زیبِ تن کرتا ہے۔ اس عالم سے بالاتر عالموں کی سیر میں مصروف ہے۔ مذہب اسلام کے اعلیٰ ترین جوہر لطیف اور توحید کے مصفّیٰ سرچشمے سے بہرہ ور ہے۔ ایسا نفسِ قدسی تعصّب اور تحزّب سے پاک ہوتا ہے۔"

باباطاہر کا مزار | باباطاہر کا مزار شہر ہمدان کے مغربی سمت میں واقع محلہ "بنِ بازار" میں تقریباً پندرہ فٹ بلند ٹیلے پر واقع ہے۔ یہاں کا منظر بڑا دلکش اور فرح بخش ہے۔ آس پاس زائرین کے لیے چند حجرے ہیں۔ جمعہ کی شب کو اکثر لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں۔ ۱۳۴۸ ہجری شمسی میں انجمن آثارِ ملّی کی کوششوں سے مزار کی پرانی عمارت کو منہدم کرا کے اس کی جگہ ایک باشکوہ مینارہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جو باہر سے قدیم اسلوبِ تعمیر کا نمونہ ہے اور اندر سے جدید فن معماری کا آئینہ دار ہے۔ مزار کی آراستگی کے لیے جناب علی اصغر حکمت نے اپنے حسنِ نظر سے ۲۴ دوبیتیوں کا انتخاب کیا۔ اور انجمن نے اس حسنِ انتخاب کو سنگِ مرمر پر کندہ کرا کے مزار کے اندرونی حصّے کے اطراف میں نصب کرایا جس سے مزار کی دلکشی اور خوبصورتی کو چار چاند لگ گئے۔

کچھ زبان و بیان کے بارے میں | باباطاہر کی دوبیتیوں کے اسلوبِ زبان پر اظہارِ خیال سے پہلے ایران کے ادیب شہیر نصرت اللہ فتحی کے اس تبصرے سے اقتباس پیش کیا جاتا ہے جو "سرودہ ہای باباطاہر ہمدانی"

پر مجلّہ وحید[۱] میں اشاعت پذیر ہوا ۔

" ظاہر ہے استاد روشنِ دل (باباطاہر) نے اپنے زمانے میں اپنا کلام یکجا کر کے اُسے دیوان کی صورت میں ترتیب نہیں دیا تھا۔ اور یہی سبب ہے کہ قدیم نسخوں میں آپ کا کلام منتشر اور ناہموار[۲] نظر آتا ہے ۔

اسلوب کے بارے میں جناب مراداورنگ کا خیال ہے کہ جب باباطاہر کی دو بیتیوں میں مقامی بولیوں لری، کردی، تویسرکانی اور ملایری کے الفاظ اور وہی اندازِ بیان نمایاں ہے تو کیوں نہ اسے "پہلوی" کہا جائے (؟) واضح رہے کہ خرم آباد اور ہمدان کے نواح میں یہ مقامی بولیاں ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں ۔ ان میں کہیں تلفظ کا فرق ہے اور کہیں ساخت کا مستشرقین نے باباطاہر کی دوبیتیوں کو مختلف بولیوں کا امتزاج قرار دیا ہے[۳] مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ یہ دوبیتیاں اپنی اصل سے دور تر ہوتی چلی گئیں ۔ اور اب ان میں کسی خاص مقامی بولی کی چاشنی باقی نہیں رہی جسے اصل کہا جا سکے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر عہد میں باباطاہر کے کلام کے شیدائیوں نے اسے اپنے اپنے دور کی زبان سے قریب تر کرنے کی سعی کی ہے ۔ تاکہ اس کے مطالب سے زیادہ سے زیادہ مستفید اور لذت اندوز ہوا جا سکے۔ یہی صورتِ حال مقامی بولیوں کے ضمن میں نظر آتی ہے ۔ ایک جگہ کوئی لفظ کردی بولی میں قلمبند ہے تو وہی لفظ دوسری جگہ کسی اور مقامی بولی میں چونکہ یہ موضوع بڑا پیچیدہ اور طولانی ہے۔ اس لیے ہم اس سے درگزر کرتے ہیں ۔ البتہ فرہنگِ لغات میں جو سعی کی گئی ہے امید ہے وہ دوبیتیوں کے سمجھنے اور اس کے مطالب پر روشنی ڈالنے میں کافی متصور ہو گی ۔

---

۱ ؎ مجلّہ وحید۔ تہران۔ شمارہ ۵ مرداد ماہ ۱۳۵۱ (مطابق اگست ۱۹۷۲ء) ص ۵۹۲

۲ ؎ اس ناہمواری کا اندازہ قارئین کو بھی ہوگا۔ مترجم کو تو دورانِ ترجمہ بڑی دشواریوں کا سامنا رہا ہے۔

۳ ؎ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مطبوعہ لندن ص ۸۳۹ ۔

باباطاہر کی تصویر[ل] ناصرالدین شاہ کے عہد کے مشہور نقاش اسماعیل جلایر نے باباطاہر عریاں کی تصویر جس مہارتِ فن سے بنائی ہے اس کے متعلق ہم ایران کے ایک معروف اہلِ قلم نصرت اللہ فتحی کے ایک مضمون سے اقتباس پیش کرتے ہیں[۵۲]:

"مرحوم اسماعیل جلایر نے باباطاہر عریاں کی جو تصویر بنائی ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس نے باباکے عریاں جسم کو ناظرین کے لیے اس درجہ محسوس بنا دیا ہے گویا اس کے بازوؤں کے گوشت کے سڈول پن کو چھو کر بنائی ہے۔ بالفاظِ دیگر اس نے اپنے توانا قلم سے بابا کی تصویر میں ایسی روح پھونک دی ہے کہ وہ ایک جیتی جاگتی اور سانس لیتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔"

مذکورہ بالا تصویر اور باباطاہر کے مزار کا عکس مراد اورنگ کے نسخے میں اس حالت میں نہ تھے کہ انہیں بہ آسانی اس کتاب کی زینت بنایا جاسکتا لیکن میں اپنے عزیز دوست اور سندھ کے مایۂ ناز نقاش جناب ظفر کاظمی کا ممنون ہوں جنہوں نے یہ دونوں تصویریں نہ صرف اصل کے مطابق بنائیں بلکہ اپنی فنکارانہ صلاحیت سے انہیں کہیں زیادہ جاذبِ نظر بنا دیا۔

سرت سبز و دلت خوش باش جاوید   کہ خوش نقشی نمودی از خطِ یار

حضور احمد سلیم

ل "دوبیتی نامہ باباطاہر" میں جو تصاویر شامل ہیں وہ شکریے کے ساتھ جناب م۔ اورنگ کے نسخے سے لی گئی ہیں۔"

۵۲: مجلّہ رہنمائے کتاب۔ شمارہ ۷، ۸۔ (مہر۔ آبان ۱۳۵۱) سال پانزدہم۔ تہران ص ۶۵۳

مو از روزِ ازل طاهر بزادم
از آن رو نام بابا طاهرستم

ببندم شال و می پوشم قدک را
بنازم گردشِ چرخ و فلک را
بگردم آبِ دریا ہا سراسر
بشویم ہر دو دستِ بی نمک را

☆

تنِ محنت کشی دیرم خدایا
دلِ حسرت کشی دیرم خدایا
زشوقِ مسکن و دردِ غریبی
بہ سینہ آتشی دیرم خدایا

☆

تہ کہ ناخواندۂ علمِ سماوات
تہ کہ نا بردۂ پیٔ در خرابات
تہ کہ سود و زیان خود نزونی
بہ مردان کی رسی ہیہات ہیہات

مَیں کرکے زیبِ تن بوسیدہ کپڑے
اُٹھاؤں ناز پھر دورِ فلک کے
پھروں دریا بہ دریا مارا مارا
کہ دھوؤں عمرِ ناکارہ کے دھبّے

☆

مشقّت سے بدن ہے چوُر میرا
ہے گہوارہ یہ دِل اب حسرتوں کا
وطن کی یاد اور غربت کے باعث
بھری ہے آگ سینے میں خدایا

☆

پڑھا تو نے نہیں علمِ سما تک
نہیں ہے میکدے سے آشنا تک
نہ اپنے نفع و نقصاں کی خبر کچھ
تو کیا پہنچے گا مردانِ خدا تک

دلی دیرم خریدارِ محبّت
کزو گرم است بازارِ محبّت
لباسی بافتم برقامتِ دل
زپودِ محنت وتارِ محبّت

☆

نمی پرسی زیارِ دلفگارت
که واکیّان گذشت باغ وبهارت
ته یادمو درین مدّت نکّنی
ندانم وارکیان بی سروکارت

☆

شبِ تاریک وسنگستان ومومست
قدح ازدستِ موافتاد ونشکست
نگه دارنده اش نیکو نگهداشت
وگرنه صد قدح نفتاده بشکست

خریدارِ جنوں ہے دل یہ میرا
اِسی سے گرم ہے بازارِ سودا
بُنی ہے میں نے اِک پوشاک دل کی
غم و الفت ہیں جِس کا تانا بانا

☆

نہ پُوچھا تُونے دیوانے سے یہ بھی
کہ تھے گلشن میں تیرے کون ساتھی
بہاروں میں بھی تو کرتا نہیں یاد
خدا جانے ہے کِن سے تیری یاری

☆

سبُو تھا، سنگ تھے، شب کا اندھیرا
سبُو مجھ مست کا گِر کر نہ ٹُوٹا
خدا کی یہ نگہداری تھی ورنہ
نہ گِر کر بھی سبُو ٹُوٹے ہیں صدہا

نفس شومم بدنیا بهر آنست
کہ تن از بہر موران پرورانست
ندونستم کہ شرطِ بندگی چیست؟
ہرزہ بورم بہ میدانِ جہانست

شیر مردی بدم دِلم چہ ذونست
اجل قصدم کرہ شیر ژیونست
زمو شیر ژیان پرہیز می کرد
تنم وا مرگ جنگیدن نذونست

بُود دردِ من و درمانم از دوست
بود وصلِ من و ہجرانم از دوست
اگر قصّابم از تن واکرہ پوست
جدا ہرگز نگردد جانم از دوست

جہاں میں نفس کا ہے یہ تقاضا
کرے کیڑوں کی خاطر تن کو موٹا
نہیں واقف جو شرطِ بندگی سے
عبث ہے پھر جہاں میں میرا آنا

میَں تھا مردِ جری پر کیا خبر تھی
کہ درپے شیر بھی ہے اور اجل بھی
گیا شیرِ ژیاں تو بھاگ لیکن
اجل کے سامنے تلوار رکھ دی

وہ جانِ جاں ہے میرا درد و درماں
ہے وابستہ اُسی سے وصل و ہجراں
جو تن سے کھال بھی قصّاب کھینچے
جدا ہرگز نہ ہو گی دوست سے جاں

ته دوری از برم دل در برم نیست
هوای دیگری اندر سرم نیست
بجان دلبرم کز هر دو عالم
تمنّای دگر جز دلبرم نیست

☆

ترا از دُوری بینم وسم نیست
بجای رفتهٔ که دست رسم نیست
خدا می داند و خلقش ندانند
بغیر از مهر ته مهرِ کسم نیست

☆

خرم کوه و خرم صحرا خرم دشت
خرم آنان که این آلاله یان کِشت
بسی یند و بسی هند و بسی شنند
همان کوه و همان صحرا همان دشت

نہ تجھ بن ہے تپا پہلو میں دل کا
نہ سر میں غیر کا سودا سمایا
قسم اس جان جاں کی دو جہاں میں
بجُز جاناں نہیں کوئی تمنّا

☆

نہ بس میں یہ کہ دیکھوں دُور سے ہی
نہ تیرے آستانے تک رسائی
خدا ہی جانتا ہے یہ کہ مُجھ کو
بجز تیرے نہیں الفت کسی کی

☆

خوشا یہ دشت، خرّم کوہ و میداں
خوشا وہ لالہ کارانِ کہُستاں
رہے کوئی کہ جاتے، پر رہیں گے
یونہی یہ کوہ و صحرا و بیاباں

یکی برزگری دیدم درین دشت
بخون دیدگانش لاله می کشت
همی کشت و همی گفت ای دریغا
که باید کشتن و واهشتن این دشت

بهار آمد به صحرا و در و دشت
جوانی هم بهاری بود و بگذشت
سرِ قبر جوانان لاله رویه
دمی که مهوشان آیین به گل گشت

عزیزا کاسهٔ چشمم سرایت
میانِ هردو چشمم خاکِ پایت
ازان ترسم که غافل پا نهی تو
نشیند خارِ مژگانم بپایت

تھا اک دہقاں رہینِ غم سراپا
سرشکِ خوں سے تھا لالے اُگاتا
چلا کر ہل یہی کہتا تھا، صد حیف
کہ بونا اور سب کچھ چھوڑ جانا

☆

بہار آئی میانِ دشت و صحرا
جوانی کا بھی عالم کچھ یونہی تھا
سرِ قبرِ جواناں پھُول اُگے ہیں
کہ آئیں سیرِ گُل کو ماہ سیما

☆

مرے پیارے! یہ آنکھیں ہیں ترا گھر
جو تیری خاکِ پا سے ہیں منوّر
مَیں ڈرتا ہوں جو بھُولے سے تو آیا
یہ پلکیں چُبھ نہ جائیں خار بن کر

بیا بلبل بنالیم از سرِ سوج
بیا دردِ سحر از مو بیا موج
تو از بهر گلِ پنج روزه نالی
مو از بهرِ دلآرامم شو و روج

بی ته سر در گریبانم شو و روج
سرشک از دیده بارانم شو و روج
نه بیمارم نه جایم می کره درد
همین دانم که نالانم شو و روج

گیج و ویجم که کافر گیج میراد
چنان گیجم که کافر هم مویناد
براین آیین که مورا جان و دل واد
شمع و پروانه را پر ویج می داد

اٹھ اے بلبل بہائیں اشک باہم
سحر کے سیکھ مجھ سے نالہ و غم
دو روزہ گُل کی خاطر ہے تو گریاں
بیادِ یار میں روتا ہوں ہر دم

☆

نہیں اندوہ و غم سے رُستگاری
ہے تجھ بن سیلِ اشک آنکھوں سے جاری
بظاہر کوئی بیماری نہ تکلیف
مگر ہر دم ہوں وقفِ آہ وزاری

☆

یہ غم کا فر جو پاتے جاتے جاں سے
نہ گزرے وہ بھی یوں اس امتحاں سے
جو میری طرح یہ پاتیں دِل و جاں
اُٹھیں پروانہ و شمع اِس جہاں سے

زدستِ دیده و دل هر دو فریاد
که هر چه دیده بیند دل کند یاد
بسازم خنجری از نیشِ فولاد
زنم بر دیده تا دل گردد آزاد

دلم بی وصل ته شادی نه وینّاد
بغیر از محنت ، آزادی نه وینّاد
خراب آبادِ دل بی مقدم ته
الهی هرگز آبادی نه وینّاد

به گلشن بی تو گلُ هرگز مرویاد
وگر رویا کسش هرگز مبویاد
به شادی بی تو هر کس لو کشایه
لوَش از خونِ دل هرگز مشویاد

یہ دِل اور آنکھ دونوں سے ہے فریاد
وہ جس کو دیکھ لے کرتا ہے دل یاد
یہ سوچا ہے بنوکِ تیغِ فولاد
مَیں آنکھیں پھوڑ لوں تا دل ہو آزاد

☆

نہ تجھ بن ہو مرا دل شاد یارب
غم و آلام سے آزاد یارب
جُدائی میں تری ویرانہ دل
کسی صوُرت نہ ہو آباد یارب

☆

کِھلیں تجھ بِن نہ گُل صحنِ چمن کے
کِھلیں بھی تو کوئی ان کو نہ سُونگھے
ہنسی جس کے لبوں پر آئے تجھ بِن
وہ خونِ دل نہ دھو پائے لبوں سے

غمِ عشقم بیابان پرورم کرد
هوای بخت بی بال و پرم کرد
به موگفتی صبوری کُن صبوری
صبوری طرفه خاکی برسرم کرد

شوانم خواب در مرز دُلان کرد
دلم واچید و خوابم را زیان کرد
باغبان دید مو دُل دوست دارم
هزاران خار بر دُل پاسبان کرد

الٰهی گردنِ گردون شود خُرد
که اولادِ جهان را جملگی بُرد
نگوید گر فلانی زنده وابی
همی گویند فلان ابن فلان مُرد

پھرایا عشق نے صحرا بہ صحرا
کیا بے پر مقدر نے سراپا
یہ تُو کہتا ہے میں لوں صبر سے کام
نہ چھوڑا صبر نے مجھ کو کہیں کا

☆

مَیں ہر شب تھا گلستاں ہی میں سوتا
چھڑایا گُل سے، خوابوں کو اُجاڑا
جو دیکھا باغباں نے عاشقِ گل
بٹھایا پھُول پر کانٹوں کا پہرا

☆

الٰہی تو مٹا دے آسماں کو
مٹایا جس نے اَبنائے جہاں کو
فلاں زندہ ہے یہ سنتے نہیں اب
یہی کہتے ہیں موت آئی فلاں کو

دگر شوشد که مو جانم بسوزد
گریبان تا بدامانم بسوزد
برای خاطر یک سبز رنگی
همی ترسم که ایمانم بسوزد

هر آنکس عاشق است از جان نترسد
مدام از کنده و زندان نترسد
دل عاشق مثال گرگ گشنه
که گرگ از هی هی چوپان نترسد

مرا نه سر نه سامان آفریدند
پریشانم پریشان آفریدند
پریشان خاطران رفتند در خاک
مرا از خاک ایشان آفریدند

شبِ تیرہ نہ میری جاں جلادے
گریباں ہی نہیں، داماں جلادے
کہیں اُس شاہدِ رعنا کی خاطر
مَیں ڈرتا ہوں نہ یہ ایماں جلادے

☆

جو عاشق ہے اسے کب جاں کا ڈر ہے
سلاسل کا نہ کچھ زنداں کا ڈر ہے
دلِ عاشق تو ہے بھُوکا درِندہ
درندے کو کہاں چوپاں کا ڈر ہے

☆

بتاؤں کیا کہ بے برگ و نوا ہوں
پریشاں ہوں، سکوں ناآشنا ہوں
مِلے جس خاک میں آشفتہ خاطر
اُسی مٹّی سے مَیں ڈھالا گیا ہوں

خوشا آنان که سودای تو دیرند
که سرپیوسته در پای تو دیرند
به دل دیرم تمنّای کسانی
که اندر دل تمنّای تو دیرند

چو آن نخلم که بارش خورده باشند
چو آن ویران که گنجش بُرده باشند
به آن پیرِ کهن مانم درین دیر
که رُودانِ جوانش مرده باشند

خرم آنانکه از پا سر ندانند
میانِ شعله خشک و تر ندانند
کنشت و کعبه و بتخانه و دیر
سرای خالی از دلبر ندانند

خوشا وہ جن کو ہے تیرا ہی سودا
ہے جِن کا سر ترے قدموں میں جھکتا
اُنھیں کی ہے تمنّا میرے دل میں
کہ جِن کے دل میں ہے تیری تمنّا

☆

شجر ہُوں وہ، گرے پھل جس کے سارے
کھنڈر وہ، لٹ گئے جس کے دفینے
مَیں دُنیا میں ہوں وہ پیرِ کہن سال
کہ مرجائیں جواں فرزند جس کے

☆

زہے، جن کو نہ کوئی ہوش اپنا
ہے سوزِ عشق میں تن من جلایا
کنشت و کعبہ و بتخانہ و دیر
سمجھتے ہیں وہ ہر گھر دلربا کا

خرم آنان که از تن جان نداننـد
زجانان جان، زجان جانان ندانند
به دردش خوکرن سالان و ماهان
به عمرِ خویشتن درمان ندانند

☆

خرم آنان که هِر از بِر ندانند
نه حرفی وا نویسند و بخوانند
چو مجنون سر نهند اندر بیابان
ازین کارگل رمند، آهو چرانند

☆

خوشا آنان که هرشامان ته وینند
سخن وا ته کرن وا ته نشینند
اگر دستم نوی کایم ته وینم
بشم آنان بوینم که ته وینند

خوشا جن کو نہیں فکرِ تن وجاں
کہ خود جاناں میں گُم، گُم اُن میں جاناں
غمِ دلبر میں بے خود سالہا سال
نہیں اپنے لیے کچھ فکرِ درماں

☆

خوشا بے کو الف ہیں جو بتاتے
نہ پڑھ سکتے، نہ ہیں کچھ لکھ ہی پاتے
قلم سے جاں چھڑا کر مثلِ مجنوں
بیاباں میں ہیں بس ہرنیں چراتے

☆

وہ تیرے ہم نشیں کیا ان کا کہنا
کہ ہیں گرمِ سخن، محوِ تماشا
پہنچ پاؤں نہ میں تجھ تک تو جا کر
اُنہیں دیکھوں جنہوں نے تجھ کو دیکھا

خرم آنانکه وا ته هم نشینند
همیشه وا دل خرّم نشینند
نزانن رسم عشق و عشقبازی
که گستاخانه آیند و ته وینند

☆

لاله کاران دگر لاله مکارید
باغبان دو دست از دُل بدارید
وفای دُل اگر آن بی که من دی
زیخ دُل برکنید، انگر بکارید

☆

دیم آلالهٔ، مو در کمر خار
وتم، آلالیا کی چینمت بار؟
بگفتا باغبان معذور می دار
درختِ دوستی دیر آوری بار

خوشا وہ ہم نشیں تیرے وہ غمخوار
ہیں جن کے دل تری صحبت سے سرشار
نہیں واقف جو عشق و عاشقی سے
بہ آزادی ترا کرتے ہیں دیدار

اُگانے سے گلُوں کے باز آؤ
تم اِن سے باغبانو، جاں چھڑاؤ
یہی گر عہد و پیماں ہیں گلُوں کے
اُکھاڑو اِن کو، انگارے اگاؤ

گِھرا کانٹوں میں جب لالے کو دیکھا
"بتا کب خوشہ چیں ہوں گا"؟ میں بولا
کہا مالی نے "نخلِ دوستداری
بہت مدّت میں ہے پھل دار ہوتا"

دلم زار و دلم زار و دلم زار
طبیبی آوری تا من کره چار
طبیبم چون بوینه برموی زار
کره درمونِ دردم رابنا چار

☆

چه خوش دارم که چینم من گُلِ یار
چه خوش دارم ببینم چهرۂ یار
چه خوش دارم که باز آید به بیرون
جهانی راکند روشن زدیدار

☆

یاکم دُر دی ہنی دریا نبدیار
یاکم خور دی کهان پیدا نبدیار
من از آن رو به دامانِ ته زدست
دُگر دونت پرو پای نبدیار

ہے دل میرا بہت آشفتہ وزار
اُسے لاؤ کرے جو چارۂ کار
طبیب آکر مجھے جب دیکھتا ہے
علاجِ درد کر دیتا ہے دشوار

☆

خوشی تب ہو جو ہوں گل چین رخسار
خوشی تب ہو جو دیکھوں چہرۂ یار
خوشی تب ہو وہ پردے سے نکل کر
کرے روشن جہاں کو پھر سے اک بار

☆

گہُر دیکھا سمندر خود نہ جب تھا
جہاں جب خود نہ تھا، خورشید دیکھا
ہوں دیوانہ ترا اُس دن سے اے یار
نشاں تک بھی نہ تھا جب آسماں کا

مسلمانان سه درد دارم من زار
غریبی و اسیری و غمِ یار
غریبی و اسیری سهل وابی
غم یار و غم یار و غم یار

☆

یاکه از مهرتم دم میزد ای یار
خویش و بیگانگان سنگم زد ای یار
جُرمم اینه از ته دوست دارم
نه خونم کرد و نم راهی زد ای یار

☆

ز دل نقشِ خیالت دُر نشی یار
خیالِ خط و خالت دُر نشی یار
مژه کردم بدورِ دیده پُر چین
که خونابِ جمالت دُر نشی یار

مسلمانو! بیک دم تین آزار
غریبی و اسیری و غمِ یار
غریبی اور اسیری تو ہیں آساں
غمِ یار آہ کس درجہ ہے دشوار

☆

ہے جس دن سے مرا دل تجھ پہ آیا
ہُوا ہے سنگ زن اپنا پرایا
ہے میرا جرم بس جرمِ محبت
نہ لُوٹا ہے نہ میں نے خوں بہایا

☆

نہ ہے دِل سے تصوّر ہی ترا دُور
تصوّر سے نہ خال و رخ ذرا دُور
ہے گِرد آنکھوں کے پلکوں کا احاطہ
کہ ہو تیرا نہ حسنِ خوش نقا دُور

الاله کوهسارانم توئی یار
بنفشه جوکنارانم توئی یار
الاله کوهساران هفته بی
امیدِ روزگارانم توئی یار

فلک زار و نزارم کردی آخر
جدا از گلعذارم کردی آخر
میانِ تخته نردم نشاندی
شش و پنجی به کارم کردی آخر

دمی بوره بوین حالم ته دلبر
دلم تنگه شبی باموبسربر
ته گُل برسر زنی ای نوگلِ مو
بجای گُل زنم مو دست برسر

گُلِ لالہ سرِ صحرا ہے تُو یار
بنفشہ برلبِ دریا ہے تُو یار
ہے عمرِ لالۂ صحرا تو دو دن
سہارا زندگی بھر کا ہے تُو یار

☆

بہت تو نے فلک مجھ کو ستایا
مرے گُل رو کا دامن تک چھڑایا
بساطِ نرد کا مہرہ بنا کر
مجھے حیرانیوں میں لا پھنسایا

☆

تو آ کر دیکھ میرا حالِ دلبر
گزار اک شب تو میرے ساتھ رہ کر
سجے سر پر ہیں تیرے پھول اے گُل
کہاں کے پھول، مَیں ہوں پیٹتا سَر

مو آن رندم که نامم بی قلندر
نه خان دیرم نه مان دیرم نه لنگر
چو روج آیه بگردم گرد کویت
چو شو آیه به خشتی وانهم سر

توئی سیمین بر و بهای شکّر
مویم دل آذرین و دیدهٔ تر
ازان ترسی در آغوشم نیائی
کو آذر سیم گدازه آب شکّر

گلش در زیر سنبل سایه پرور
نهال قامتش نخلی است نو ور
زعشقِ آن گل رخسار سوری
چو بلبل ناله و افغان برآور

ہوں رند ایسا کہیں جس کو قلندر
نہ ہے گھر بار جس کا اور نہ لنگر
تری گلیوں میں دن کٹتا ہے شب کو
سرہانے رکھ کے سو جاتا ہوں پتّھر

ہیں تیرے ہونٹ مصری، جسم چاندی
مرے دل میں ہے آگ آنکھوں میں پانی
تجھے مجھ سے یہ خطرہ ہے، نہ پگھلے
یہ چاندی آگ میں، پانی میں مصری

وہ زیرِ سایۂ سنبل گُلِ تر
وہ بُوٹا سا اُبھرتا قدِّ دلبر
بعشقِ عارضِ گلفام اے دل
مثالِ بُلبلِ شیدا فغاں کر

جرّه بازی بدم، رفتم به نخجیر
سیه دستی بزد بر بال مُو تیر
برو غافل مچر در کوهساران
هر آن غافل چره غافل خوره تیر

غم و درد مُو از عطّار وا پرس
درازی شو از بیمار وا پرس
خلایق جملگی احوال پرسند
ته که جان و دلی یکبار وا پرس

خداوندا بفریاد دلم رس
کسِ بیکس توئیّ مو بیکسم بس
همه گویند طاهر کس نداره
خدا که با منه چه حاجت کس

مَیں شاہیں صید کرنے کو اڑا تھا
کسی بدبخت نے اک تیر مارا
کہستاں میں کبھی غافل نہ پھرنا
کہ غفلت کی ذرا اور تیر کھایا

تو پُوچھ عطّار سے اِس غم کا عالم
کسِی بیمار سے، طولِ شبِ غم
زمانہ پُوچھتا ہے حال میرا
فقط اِک بار ہی تو پُوچھ ہمدم

مری فریاد سُن اے ربّ العزّت
مَیں بیکس ہوں تو ہر بیکس کی قوّت
سبھی کہتے ہیں طاؔہر کا ہے اب کون
خدا جب ہے مرا پھر کس کی حاجت

گُلی که خمُ بدادم پیچ و تابش
بآبِ دیدگان می دادم آبش
به درگاهِ الهی کی روا بو
گلِ مو دیگری گیره گلابش

شو تار است و گرگان می زنند میش
دو زلفینت حمایل کن بوره پیش
ازان کنج لبت بوسی بمو ده
بگو راهِ خدا دادم به درویش

وای آن روزیکه در گورم نهند تنگ
به بالینم نهند خشت و گل و سنگ
نه پای آنکه از ماران گریزم
نه دستِ آنکه با موران کنم جنگ

بھرے اُس گُل میں مَیں نے رنگ کیا کیا
فروغِ اشک سے جس کو نکھارا
بدرگاہِ الٰہی کب روا ہے
کہ گُل میرا ہو، عطرِ گُل کسی کا

☆

کہاں پھر آئے گی ایسی شبِ تار
دو زلفوں کو حمائل کر مرے یار
یہ کہہ کر کنجِ لب کا دے تو بوسہ
دیا راہِ خدا میں مَیں نے یہ پیار

☆

دریغا جب ہو آغوشِ لحد تنگ
سرہانے ہوں مرے خشت و گل و سنگ
نہ یہ امکاں کہ سانپوں سے بچوں میں
نہ یہ طاقت کہ کیڑوں سے کروں جنگ

دلم دیوانه و دیوانهٔ دنگ

زدستم شیشهٔ ناموس برسنگ

به مو واجن چرا بی نام و ننگی؟

دلِ دیوانه را چش نام چش ننگ

☆

منم آن آذرین مرغی که فی الحال

بسوجم عالم ار برهم زنم بال

مصوّر گر کشد نقشم به گلشن

بسوجه گلشن از تاثیرِ تمثال

☆

خداوندا بسی زارم ازین دل

شو و روزان درآزارم ازین دل

زبس نالیدم از نالیدنم تنگ

زمو بستان که بیزارم ازین دل

ہے دل میرا دلِ دیوانہ ٔ ننگ
یہ میں ، یہ شیشہ ٔ ناموس اور سنگ
ہیں کہتے "کیوں ہے تو بے ننگ و بے نام؟
ہوں دیوانہ تو کیسا نام کیا ننگ

☆

نہ مرغِ آتشیں مجھ سا بھی ہوگا
کہ پر ماروں تو جل اُٹھے یہ دُنیا
اثر سے اُس کے گلشن میں لگے آگ
سرِ گلشن بنے گر نقش میرا

☆

خداوندا ، میں ہوں لاچار دل سے
ملے ہیں ہر نفس آزار دل سے
میں اپنے نالہ و شیون سے ہوں تنگ
یہ واپس لے کہ ہوں بیزار دل سے

خدایا داد از این دل داد از این دل
نگر دیدیم یکدم شاد از این دل
چو فردا داد خواهان داد خواهند
بر آرم مو دو صد فریاد از این دل

بشم واشم که تا یاری کره دل
به بختم گریه و زاری کره دل
بگردی د بخوتی یاری چون مو
که از جان و دلت یاری کره دل

مگر شیر و پلنگی ای دل ای دل
همیشه با مو جنگی ای دل ای دل
اگر دستم فتی خونت بریجم
بوینم تا چه رنگی ای دل ای دل

خدایا دل کے ہاتھوں میری فریاد
نہ اک پل کو رکھا اس نے مجھے شاد
جو ہوگی داد خواہی روزِ محشر
ہزاروں ظلم کی چاہوں گا میں داد

بہت چاہا کہ باندھوں دل سے پیماں
کہ ہو بدقسمتی پر میری گریاں
تُو کیوں پھرتا ہے مجھ کو چھوڑ کر یار
کہ ہوں دِل سے تِری یاری کا خواہاں

درندوں کے سے ہیں اے دل ترے ڈھنگ
کہ رہتا ہے تو مجھ سے برسرِ جنگ
مرا بس ہو تو خوں تیرا بہا کر
ذرا دیکھوں کہ ہے کیسا تِرا رنگ

چرا آزرده حالی ای دل ای دل
مدام اندر خیالی ای دل ای دل
برو کنجی نشین، شکرِ خدا کن
که شاید کام یابی ای دل ای دل

☆

دلا غافل ز سبحانی چه حاصل
مطیعِ نفس شیطانی چه حاصل
بود قدر تو افزون از ملایک
تو قدرِ خود نمی دانی چه حاصل

☆

ز بوی زلف تو مفتونم ای گل
ز رنگ و روی تو دل خونم ای گل
منِ عاشق ز عشقت بیقرارم
تو چون لیلی و من مجنونم ای گل

یہ کیوں آزردہ حالی لے دل اے دل
خیالوں ہی میں گم رہتا ہے غافل
کسی گوشے میں جا بیٹھ اور کر شکر
مراد اپنی تجھے شاید ہو حاصل

☆

ہے بے پروا تو اپنے رب سے اے دل
شعارِ نفسِ شیطانی پہ مائل
فزوں رتبہ ملائک سے ہے لیکن
نتیجہ کیا کہ تُو ہے خود سے غافل

☆

تری زُلفوں کی خوشبو پر ہوں مفتوں
ترے عارض کی رنگت سے ہے دل خوں
ترے عشق و محبت سے ہوں بے چین
تُو ہے مانندِ لیلیٰ میں ہوں مجنوں

دِلا پوشم زہجرت جامۂ نیل
نہم داغِ غمِ تو بر سرِ دیل
دم از مہرت زنم ہم چون دم صبح
ازاین دم تا دمِ صورِ سرافیل

دو زلفانت کنم تارِ ربابم
چہ می خواہی ازین حالِ خرابم
تو کہ باما سرِ یاری نداری
چرا ہر نیمہ شب آئی بخوابم

مو آن بحرم کہ در ظرف آمدستم
چو نقطہ بر سرِ حرف آمدستم
بہر الفی الف قدّی برآیہ
الف قدّم کہ در الف آمدستم

سبب ہے اِس سیہ پوشی کا فرقت
دلآرا ! دل پہ تیرا داغِ الفت
محبّت کا مَیں دم بھرتا رہوں گا
ازیں دم تا دمِ صبحِ قیامت

☆

دو زلفوں کو ربابِ جاں پہ کھینچا
خرابی سے مری ہے مدّعا کیا؟
خیالِ دوستی تجھ کو نہیں جب
تو کیوں خوابوں میں ہر شب کو ہے آتا؟

☆

سمندر ہوں پہ کُوزے میں سمایا
وہ نقطہ ہوں جو حرفوں پر ہے چھایا
بہر اَلف ایک آتا ہے مجدّد
مَیں خود بھی ہوں مجدّد بن کے آیا

به روی دلبری گر مایلستم
مکن منعم گرفتار دِلستم
خدا را ساربان آهسته میران
که مو وا ماندهٔ آن قافلستم

بشو محوِ رخ مه پارهٔ تم
بروج از درد و غم بیچارهٔ تم
تو داری در مکانِ خود قراری
ازِم که در جهان آوارهٔ تم

الهی ار بواجم ور نواجم
ته دانی حاجتم را موچه واجم
اگر بنواجیم حاجت روا بی
وگر محروم ساجی موچه واجم

اگر ہوں چہرۂ دلبر پہ مائل
نہ کر منع اس طرح، ہوں قیدیٔ دل
خدارا ساربان چل دھیرے دھیرے
کہ ہوں پس ماندۂ یارانِ منزل

کبھی محوِ رخِ مہ پارہ ہوں مَیں
بدستِ غم کبھی بیچارہ ہوں مَیں
تو ہے اپنے مکاں میں محوِ آرام
جہاں میں بےکس و آوارہ ہوں مَیں

کہوں یا چُپ رہوں، بارِ الٰہا
مری حاجت ہے تجھ پر آشکارا
تُو ہی حاجت روا ہے، گر تو نے
رکھے محروم تو پھر مَیں کروں کیا

اگر آهی کشم دریا بسوجم
جهان را جمله سرتا پا بسوجم
بسوجم عالم ار کارم نساجی
چه فرمائیّ بساجی یا بسوجم؟

☆

موکه دُور از ته ام زنّار بندم
یهود و بُت پرستم گر بخندم
پس از عهد وفایت ای دلآرا
دگر عهدِ وفا باکس نبندم

☆

نزانی اے فلک که مستمندم
وا مو پُر بد مکر که دردمندم
به یک گردش که می گردی بوینی
چو سررشته ،موسامانت بوندم

کروں گر آہ تو دریا جلا دوں
زمانے کو میں سرتا پا جلادوں
جلادوں گا نہ گر میرا بنا کام
بنے گا کام میرا یا جلادوں

☆

مَیں زناری ہوں تجھ سے دُور ہو کے
ہنسوں اب جو، خدا کافر بنا دے
وفا کا عہد تجھ سے باندھ کر یار
نہ کوئی عہد باندھوں گا کسی سے

☆

فقیروں کو فلک تو کیا ہے سمجھا!
اُلجھ کر درد مندوں سے، نہ اِترا
تجھے بَٹ دوں گا مَیں رسّی کی مانند
یہ اِک گردش میں تو خود دیکھ لے گا

زدستِ چرخِ دوران داد دارم
هزاران ناله و فریاد دارم
نشسته دِلستانم با خس وخار
دلِ خود را چگونه شاد دارم

☆

ازین انگشت نمای روزگارم
که دوریم چه توبی اعتبارم
نزانم قصدِ جان کردن به ناحق
بجز در سر زدن چاره ندارم

☆

موکه چون اُشترم قانع به خارم
جهازم چوب و خرواری ببارم
ازین خرج قلیل و بار سنگین
هنوز از روی مالک شرمسارم

ہے درپے چرخِ گرداں دادیارب
ہزاروں نالہ و فریاد یارب
گھرا ہے خار و خس میں میرا دلبر
رکھوں میں دل کو کیسے شاد یارب

☆

مَیں ہوں اس واسطے رسوائے دوراں
کہ دُوری نے کیا ذِلّت بداماں
خبر کیا تھی کہ ہوں گا درپئے جاں
مرا سر چھوڑنا ٹھیرے گا درماں

☆

مَیں ہوں مثلِ شُتر کانٹوں پہ راضی
مری کاٹھی پہ ہے اِک بوجھ بھاری
ہے گرچہ خرچ کم اور وزن افزوں
مگر آقا سے ہوں شرمندہ پھر بھی

کافرم گر منی آلاله کارم
کافرم گر منی آبش بدارم
کافرم گر منی نامش برم نام
دو صد داغ دل از آلاله دارم

غم عالم همه کردی به بارم
مگر مو بورک مست سر قطارم؟
مهارم کردی و دادی بناکس
فزودی هر زمان باری به بارم

ازان دلخسته و سینه فگارم
که گریان در ته سنگ مزارم
بواجندم که ته شوری نداری
سراپا شور دارم، شر ندارم

مَیں کافر ہوں اُگاؤں اب جو لالے
مَیں کافر ہوں جو دوں اِن کو پنپنے
مَیں کافر ہوں جو لوُں اِن کا کبھی نام
کہ داغِ دل ہیں خود لالے نے بخشے

☆

زمانے بھر کا غم تو نے ہے لادا
شُتر سرمست ہوں اے دوست مَیں کیا؟
نکیل اک ڈال کر غیروں کو سونپا
بڑھاتا ہی گیا پھر بوجھ میرا

☆

بہت دل خستہ و اندوہ گیں ہوں
نوا سنجِ فغاں زیرِ زمیں ہوں
مجھے کہتے ہیں شوریدہ نہیں تو
سراپا شور تو ہوں شر نہیں ہوں

هزاران ملک دنیا گر بدارم
هزاران ملکِ عقبیٰ گر بدارم
بوره ته دلبرم تا باته واژم
که بی روی ته آنرا گر بدارم

☆

مو از قالوا بلیٰ تشویش دیرم
گنه از برگ داران بیش دیرم
اگر لا تقنطوا دستم نگیرد
من از یا ویلنا اندیش دیرم

☆

مو از جور بتان دل ریش دیرم
ز لاله داغ بر دل بیش دیرم
شکایت نه ز گردون نه ز آفاق
گله از سرنوشتِ خویش دیرم

نہ تجھ بن لوں ہزاروں ملکِ دنیا
نہ تجھ بن لوں ہزاروں ملکِ عقبیٰ
تو آئے تو بتاؤں میرے دلبر
کہ میں تجھ بن یہ لے کر کیا کروں گا

مجھے تشویش ہے "قالوا بلیٰ" سے
ہیں اوراقِ شجر بھی کم، خطا سے
نہ کی لاتقنطوا نے گر اعانت
پڑے گا واسطہ "یا ویلنا" سے

نہیں جورِ بتاں سے دل ہی زخمی
ہیں لالے سے فزوں یہ داغِ دل بھی
نہ دنیا سے نہ گردوں سے گِلہ ہے
شکایت ہے تو بس قسمت سے اپنی

زعشقت آتشی در بوته دیرم
در آن آتش دل وجان سوته دیرم
سگت گر پا نهد بر چشم ای دوست
به مژگان خاک راهش رُفته دیرم

☆

هزاران غم بدل اندوته دیرم
به سینه آتشی افروته دیرم
به یک آهِ سحرگاه از دل تنگ
هزاران مدّعی را سوته دیرم

☆

دلی از بند محنت رُسته دیرم
به زلفِ نیکوان پیوسته دیرم
ولی چون رُستگی در بستگی هاست
زشادی رسته باغم بسته دیرم

کیا روشن غمِ آتش اثر کو
تپایا اُس میں پھر جان و جگر کو
سگِ جاناں اگر آنکھوں سے گزرے
کروں پلکوں سے صاف اس رہگزر کو

☆

ہزاروں غم ہیں میرے دل میں مضمر
دہکتی آگ ہے سینے کے اندر
مَیں اک آہِ سحر گاہی سے اپنی
ہزاروں مدّعی رکھ دوں جلا کر

☆

نہ کیوں آزاد ہو دل ہر الم سے
ہے ربط اس کو تری زلفوں کے خم سے
جو ٹھہری بستگی میں رُستگاری
خوشی سے دُور وابستہ ہوں غم سے

بدل درد و غمت باقی هنوزم
کسی واقف نبو چه دردسوزم
نبو یک بلبل سوته به گلشن
بسوزِ مو نبو کافر بروزم

اگر آئی بجانت وا نواژم
وگر نائی ز هجرانت گداژم
هر آن دردی که داری بر دلم نه
بمیرم یا بسوزم یا بساژم

شوان استارگان یک یک شمارم
پس از نیمه شوان گوش واته دارم
پس از نیمه شوان که ته نیائی
زمانی از دو چشم خون ببارم

ابھی باقی ہے غم اِس دل میں تیرا
کوئی واقف نہ میرے غم سے ہوگا
نہ ہو دل سوختہ گلشن میں بُلبل
نہ کافر ہو کوئی پُرسوز مجھ سا

☆

تو آتے تو کروں قرباں دل اپنا
نہ آتے تو رہوں فرقت میں گھُلتا
یہ غم ہیں جس قدر بھی مجھ کو دے دے
جلوں، مَرجاؤں یا ہو جاؤں اُن کا

☆

کروں راتوں کو مَیں اختر شماری
تکوں راہیں جو گزرے رات آدھی
جو بعدِ نیم شب بھی تو نہ آتے
بہاؤں سیلِ خوں آنکھوں سے اپنی

همه عالم پُر از گرده چه واژم
چو مو دلها پُر از درده چه واژم
سنبلی کشته پی الوند داماَن
آخم از طالعم زرده چه واژم

دلم دردین و نالینه چه واژم
زخم گردین و خاکینه چه واژم
بگردیدم به هفتاد و دو ملّت
به صد گیتی منادینه چه واژم

نزانم موکه رازم واکه واژم
غم سوج و گدازم واکه واژم
مو رازم هرکه واژم می کره فاش
دگر راز و نیازم واکه واژم

تباؤں کیا! فضا ہے ساری پُرگرد
مری مانند سب کے دل ہیں پُردرد
اُگائے تھے سرِ الوندِ سُنبل
مری قسمت! کہ وہ بھی ہوگئے زرد

☆

ہے دل میرا بہت غمگیں کہوں کیا
ہے چہرہ بھی غبار آلود میرا
بہت گھوما بہتّر ملّتوں میں
بہت دیکھا زمانے کا تماشا

☆

کہوں جا کر مَیں راز اب کِس سے اپنا
غمِ سوز و گداز اب کِس سے اپنا
کہا جس سے، اُسی نے کردیا فاش
کہوں راز و نیاز اب کِس سے اپنا

فلک برهم زدی آخر اساسم
زدی بر خمرهٔ نیلی لباسم
اگرداری برات از قصد جانم
بکن آخر ازین دنیا اساسم

موکه مست از می انگور باشم
چرا از نازنینم دور باشم
موکه از آتشت گرمی نه وینم
چرا از دود محنت کور باشم

بشم واشم ازین عالم بدر شم
بشم از چین و ماچین دورتر شم
نویسم نامهٔ بر یار جانی
اگر دوری خوشه زین دورتر شم

کیا زیر و زبر اے چرخ تو نے
بالآخر نیلگوں پہنائے کپڑے
تُلا ہے جان لینے پر اگر تُو
مِٹا ہی کیوں نہ دے مجھ کو جہاں سے

☆

مَیں سرمستِ مئے انگور جب ہوں
رہوں دُور اس سراپا ناز سے کیوں ؟
نہیں جب آگ سے گرمی میسّر
دھوئیں سے کیوں میں آنکھیں اپنی پھوڑوں

☆

چلا جاؤں مَیں دنیا سے کہیں دور
وہاں پہنچوں کہ ہو آقصائے چیں دور
پہنچ کر خط لکھوں کہ تیری خاطر
مَیں ہو جاتا ہوں اور اے نازنیں دور

باده برگیرم و سیر گلان شم
کنار سبزه و آب روان شم
دو سه جامی خورم باشادکامی
دایم مست و بسیر لالیان شم

خدایا واکیا شم واکیان شم
باین بی دست و پائی واکیان شم
همه از در برانن وا تو آیم
تو هم کز در برانی واکیان شم

جگر پُر درد تا چند آیم و شم
ز وصلت بی نوا چند آیم و شم
چرا گوئی که در کویم نیائی
نترسی از خدا چند آیم و شم

مئے گلرنگ ہو، وہ جانِ جاں ہو
کنارِ سبزہ و آبِ رواں ہو
پیوں دو چار ساغر سرخوشی میں
پھر اس کے بعد سیرِ گلستاں ہو

☆

مَیں جاؤں تو کہاں جاؤں خدایا
بھلا ہے کون مجھ بے دست وپا کا
جو ٹھکرا دے زمانہ، تیرا در ہے
تو ٹھکرا دے تو پھر ہے کون میرا!

☆

مَیں غم دیدہ یونہی چکّر لگاؤں
تمنّا کرکے بھی تجھ کو نہ پاؤں
نہ کہہ کوچے میں کیوں آتا نہیں تو
خدا سے ڈر! کہاں تک آؤں جاؤں

غمم غم بی و غمخوارِ دلم غـم
غمم ہم مونس و ہم یار و ہمدم
غمم نهـله که مو تنهانشینم
مریزا بارک الله مرحبا غم

بیا یک شو منوّر کن وثاقم
مهل در محنتِ رُوجِ فـراقم
بطاقِ جفتِ ابروی تو سوگند
که هم جفتِ غمم تا از تو طاقم

مُو که افسرده حالم چون ننالم
شکسته پرّو بالم چون ننـالم
همه گوین فـلانی ناله کم کن
ته آیی در خیالم چون ننـالم

ہے غم بھی اور درماں بھی مرا غم
کہ مونس ہے مرا اور آشنا غم
نہیں یہ چھوڑتا مجھ کو اکیلا
نہ جائے بارکَ اللہ، مَرحبا غم

☆

مرے گھر کو بھی کر اک شب منوّر
نہ چھوڑ اندوہِ تنہائی میں دِلبر
ترے محراب ابرو کی قسم ہے
بہت غمگیں ہوں مَیں تجھ سے بچھڑ کر

☆

یہ غم جب مجھ پہ چھائے کیوں نہ روؤں؟
شکستہ پر ہوں، ہائے کیوں نہ روؤں؟
سبھی کہتے ہیں کم رو اے فلاں شخص
تو ُیادوں میں جو آئے کیوں نہ روؤں؟

من از سوته دلانم چون ننالم
من از بی حاصلانم چون ننالم
به گل بلبل نشسته زار نالد
موکه دور از گلانم چون ننالم

☆

دلم زار و حزینه چون ننالم
وجودم آتشینه چون ننالم
بمو واجن که چون و چند نالی
چو مرگم در کمینه چون ننالم

☆

شبی نالم شبی شبگیر نالم
ز دست یار بی تدبیر نالم
گهی همچو پلنگ تیر خورده
گهی چون شیر در زنجیر نالم

ہوں تُفتہ دِل سراسر، کیوں نہ روؤں؟
ہوں محرومی کا پیکر، کیوں نہ روؤں؟
گلُوں سے مِل کے جب روتی ہے بلبل
گلُوں سے دُور رہ کر کیوں نہ روؤں؟

☆

حزیں ہے دل مرا، مَیں کیوں نہ روؤں
ہوں پُتلا آگ کا، مَیں کیوں نہ روؤں
"تو کیوں روتا ہے"؟ سب یہ پوچھتے ہیں
ہو جب سر پر قضا، میں کیوں نہ روؤں

☆

فغانِ شب مری ہے آہ، شب گیر
مَیں روتا ہوں بدستِ یا رِبے پیر
کبھی جیسے کوئی مجروح چیتا
کبھی جِس طرح شیرِ پا بہ زنجیر

بی تە گلشن چو زندانە بچشم
گلستان آذرستانە بچشم
بی تە آرام عمر زندگانی
همە خواب پریشانە بچشم

☆

بی تە بالین سیە مارە بچشم
روج روشن شو تارە بە چشم
بی تە هرگە شوم سیر گلستان
گلستان سربسر خارە بە چشم

☆

دَاْدْ زین دل کە هرگز نی بە کامم
دَاْدْ زین دل کە آزردە مدامم
دَاْدْ زین دل کە چون مرغان وحشی
دانە ناچیدە هر روزە بە دامم

نہیں جب تُو تو گلشن بھی ہے زنداں
گلستاں ہے سراسر شعلہ افشاں
بلا تیرے یہ عیش و عشرتِ عمر
نظر میں ہیں مری خوابِ پریشاں

☆

نہیں بالیں، یہ ہے اک سانپ کالا
ہے تجھ بن روشنیِ شب کا اندھیرا
بوقتِ سیرِ گُل تجھ بن گُلستاں
کھٹکتا ہے نظر میں بَن کے کانٹا

☆

دریغا، دل ہے ناکامِ زمانہ
روش اس کی ہے پیہم جارحانہ
دریغا، دل ہے مثلِ مرغِ وحشی
حریصِ دام، بے پروائے دانہ

خودت گفتی که مو ملاح مانم
به آب دیدگان کشتی برانم
ندانستم که کشتی غرق وابی
درین دریای بی پایان بمانم

مو آن مستم که پا از سر ندانم
سر و پای بجز دلبر ندانم
دلآرامی کزو گیرد دل آرام
بغیر از ساقی کوثر ندانم

الهی دشمنت را خسته وینم
به سینه خنجری تا دسته وینم
سر شو آیم احوالش بپرسم
سحر آیم مزارش بسته وینم

مجھے تو نے کہا تھا وہ کھِوّیا
جو کشتی آنسوؤں میں ہے چلاتا
خبر کیا تھی کہ ڈوبے گی یہ کشتی
مَیں بحرِ بیکراں میں غرق ہوں گا

☆

خبر مجھ مست کو یکسر نہیں ہے
نظر میں میری جز دلبر نہیں ہے
وہ دلآرام جو ہے وجہِ آرام
سوائے ساقیؔ کوثر نہیں ہے

☆

الٰہی ہو زبوں دشمن ترا یوں
کہ خنجر سے ہو سینہ اس کا پُرخوں
جو پوچھوں شب کو مَیں احوال اس کا
سحر اس کو بزیرِ قبر دیکھوں

دلا از دستِ تنهائی بجانم
ز آه و نالهٔ خود در فغانم
شوان تا روج از درد جدائی
کند فریاد مغزِ استخوانم

بخنجر گر بر آرند دیدگانم
بآتش گر بسوزند استخوانم
اگر بر ناخنانم نی بکوبند
نگیرم دل ز یارِ مهربانم

☆

فلک کی بشنود آه و فغانم
به هر گردش زنه آتش بجانم
یک عمری بگذرانم با غم و درد
به کام مو نگردد آسمانم

یہ تنہائی تو اے دل قہرِ جاں ہے
کہ جاں اندوہ سے غرقِ فغاں ہے
جدائی میں تری شب سے سحر تک
مرا ہر بندِ تن نالہ کناں ہے

نکالیں میری آنکھیں، لے کے خنجر
جلائیں ہڈّیوں کو بھی سراسر
لگائیں ناخنوں پر تازیانے
نہ چھوڑوں گا مگر دامانِ دلبر

فلک سُنتا ہے کب فریاد میری
بہر گردش جلاتا ہے مرا جی
گزاروں گو کہ ساری عمر غم میں
نہ بدلے گا فلک رفتار اپنی

دِلم دُور است و احوالش ندانم
کسی خواهم که پیغامش رسانم
خداوندا ز مرگم مهلتی ده
که دیداری به دیدارش رسانم

☆

دلارا بی تو زار و ناتوانم
جگر پرخار و پرخون دیدگانم
همان دستان که واته بو بگردن
کنونش چون مگس برسر زنانم

☆

خوش آن ساعت که دیدار ته وینم
کمندِ عنبرین سارِ ته وینم
نوینه خرّمی هرگز دلِ من
مگر آندم که رخسارِ ته وینم

ہے دلبر دُور، اُس کی ہو خبر کیا
پیام اُس تک کوئی لے جائے میرا
خداوندا مجھے دے مہلتِ مرگ
کہ نذرانہ کروں پیش اُس کو دِل کا

☆

دل آرا! مَیں ہوں تجھ بن سخت محزوں
جگر پُر خار ہے، آنکھیں ہیں پُر خوں
حمایل تھے تری گردن میں جو ہاتھ
اب ان سے جوں مگس سر پیٹتا ہوں

☆

خوشا وہ وقت جب دیکھوں تجھے یار
کروں نظّارۂ گیسوئے خمدار
میسّر ہو خوشی دل کو نہ زنہار
نہ جب تک ہو رُخِ زیبا کا دیدار

بوره روزی که دیدار ته وینم
گُل و سُنبل ز رخسارِ ته چینم
بوره بنشین برم سالان و ماهان
که تا سیرت بوینم نازنینم

☆

مو آن آوارهٔ بی خان و مانم
مو آن محنت نصیبِ سخت جانم
مو آن سرگشته خارم در بیابان
که هر بادی وزد پیشش دوانم

☆

به صحرا بنگرم صحرا ته وینم
به دریا بنگرم دریا ته وینم
به هر جا بنگرم کوه و در و دشت
نشانی از قدِ رعنا ته وینم

دکھا آکر کسی دن اپنا دیدار
گُل و سنبل سے ہُوں تا بہرہ وَر یار
ہو میرا ہم نشیں تو سالہا سال
کہ دیکھوں تیری سیرت میرے دلدار

☆

ہُوا آوارہ، ہوکر بے ٹھکانا
جفاکش وہ کہ ہر سختی کو جھیلا
میں وہ اک خارِ سرگشتہ ہوں جس کو
لیے پھرتا ہے ہر جھونکا ہوا کا

☆

نہ خالی تجھ سے ہے دامانِ صحرا
نہ خالی تجھ سے ہے آغوشِ دریا
جہاں دیکھا در و دشت و جبل میں
نظر آیا ترا ہی قدِّ رعنا

کنون داری نظر گو واکیانم
زجورت درگدازه استخوانم
بکر اندیشه ، ای بیدادپیشه
که آهم تیرِ بو ناله کمانم

گلستان جای ته ای نازنینم
مو در گلخن به خاکسترنشینم
چه درگلشن چه درگلخن چه صحرا
چو دیده وا کرم جز ته نوینم

غباری از سرِکوی توخواهم
به مهر و مه که مو روی توخواهم
اگر باغم برن برچیدنِ گُل
گُلِ همرنگ و همبوی توخواهم

رہوں اب ساتھ مَیں کِس کے بتا تو
کہ تیرے جور نے مارا ہے مجھ کو
تو خود ہی سوچ اے بیداد پیشہ
جب آہیں تیر ہوں، نالہ کماں ہو

☆

مقام اے نازنیں تیرا گلستاں
مَیں تپتی راکھ پر زار و پریشاں
وہ گُلشن ہو کہ گلخن ہو کہ صحرا
نظر آتا ہے بس تو ہی مری جاں

☆

ہوں دیوانہ غبارِ کوئے جاں کا
جمالِ یار ہے مقصود میرا
جو توڑوں پھُول جا کر گلستاں میں
تو رنگ و بو میں ہو وہ پھُول تجھ سا

نزانم مو که سرگردان چرایم
گهی گریان گهی خندان چرایم
تمامی دردها درمانشان بی
ندانم من که بی درمان چرایم

☆

بیائین بلبلان باهم سرائیم
به هم داغِ دل هم وا نمائیم
ترازو آوریم غمها بسنجیم
هر آن سوته تریم وزنین ترآئیم

☆

زحالِ خویشتن مو بی خبر بیم
نزانم در سفر یا در حضر بیم
فغان از دست ته ای بی مروّت
همین زانم که عمری در بدر بیم

نہ جانے اِس قدر ہوں کیوں پریشاں
کبھی گریاں کبھی رہتا ہوں خنداں
مُداوا ہے ہر اک رنج و الم کا
نہ جانے کیوں نہیں اِک میرا درماں

☆

اُٹھو سب چہچہائیں عندلیبو
دکھائیں داغِ دل اک دوسرے کو
ترازو لے کے آئیں غم کو تولیں
گراں تر ہو وہ جو غمگین تر ہو

☆

نہیں معلوم کچھ، مَیں بے خبر ہوں
حضر میں ہوں کہ سرگرمِ سفر ہوں
دہائی ہے تری اے بے مروّت
بس اتنا جانتا ہوں دربدر ہوں

عزیزا ما گرفتار دو دردیم
یکی کم نقشی و دیگر که فردیم
نصیبِ ما نبو که ما ته دینم
جمالت یک نظر نا دیده مردیم

بوره یکدم بنالیم و بسوجیم
ازان رو چون که هر دو تیره روجیم
ته بلبل حاش للہ مثل موتی؟
نبو جز درد و غم یک عمر روجیم

سُوته دِیلان بوائین تا بنالیم
زعشقِ آن گُل رعنا بنالیم
بشیم با بلبلِ شیدا به گلشن
اگر بلبل ننالد ما بنالیم

گرفتارِ دو آفت جاں ہے میری
یہ تنہائی ، یہ میری بدنصیبی
مری قسمت کہ مِٹ جانے سے پہلے
نہ دیکھا حُسن تیرا اک نظر بھی

اُٹھ اے بُلبل کریں ہم آہ وزاری
کہ دونوں ہیں ہلاکِ تیرہ بختی
خدا ناکردہ کیا تو بھی ہے مجھ سی
کہ جُز غم عمر بھر دیکھا نہ کچھ بھی

کریں اے غمزدو سب مل کے ماتم
بہ عشقِ گل بہائیں اشکِ پیہم
مِلیں بُلبل سے جا کر گلستاں میں
نہ روتے وہ ، تو خود ماتم کریں ہم

بیا تا دست ازین عالم بداریم
بیا تا پای دل از گِل بر آریم
بیا تا از دل و جان از غمِ یار
چو ابرِ نو بهاران خون بباریم

کو برّم خان خدایا کو برم خان
پنجروزه ، دگر نه خان و نه مان
بمو واجن چرا خانی نسازی
هزاران ساختند کو خان و کومان

برندم همچو یوسف گر بزندان
و یا نالم زغم چون مستمندان
اگر صد باغبان خصمی نمایند
مدام آیم به گلزارِ تو خندان

کریں دُنیا کی ترک اے یارِ یاری
دلائیں دِل کو غم سے رُستگاری
جھڑی یوں خون کی اپنے لگائیں
کہ برسے جِس طرح ابرِ بہاری

☆

بنا کر گھر کروں کیا میں خدایا
کہ دو دن بعد گھر در کچھ نہ ہوگا
ہیں کہتے "کیوں نہیں تو گھر بناتا؟"
ہزاروں جو بنے آخر ہوئے کیا؟

☆

مَیں دیکھوں مثلِ یوسف کنجِ زنداں
رہوں یا غم زدوں کی طرح نالاں
اگر سو باغباں دشمن ہوں میرے
مَیں آؤں گا ترے گلشن میں خنداں

اگر مستانِ مستیم از ته ئیمان
اگر بی پا و دستیم از ته یَمان
اگر گبریم و ترسا ور مسلمان
به هر ملّت که هستیم از ته تیمان

★

خرم آنان نه سر دارن نه سامان
نشینن هردو پا پیچن بدامان
شو و روزان صبوری پیشه گیرن
بیادِ روی دلداران مدامان

★

بوره ایدل ، بوره یاری پشیمان
مکه کاری کزان گردی پشیمان
به دو روزی به ناکامی سرآریم
آیه روزی که گل چینیم بدامان

جو مست و کیف آگینؑ ہیں تو تیرے
جو ہم لاچار و مسکینؑ ہیں تو تیرے
مُسلماں ہیں کہ ہیں ہم گبر و ترسا
ہمارا کوئی ہو دیں، ہیں تو تیرے

خوشا جن کو نہیں کچھ فکرِ ساماں
جو بیٹھے ہیں سمیٹے اپنا داماں
ہے جن کو صبر ہی سے روز و شب کام
جو ہر لحظہ ہیں محوِ یادِ جاناں

سُن اے دل، اے مرے یارِ پریشاں
نہ کر وہ کام جس سے ہو پشیماں
یہ ناکامی کے دو دن کاٹ لیں، آ
کِسی دن تو بھریں گے گُل سے داماں

دلم از دستِ ته نالانِ نالان
درونِ سینه ام خون گشته پالان
هزاران قول وا مو ویش کردی
همه قولانِ ته یالان یالان

☆

ته سر ورزان مو سودای تو ورزان
گریبانِ بلرزان وا ته لرزان
کفن در گردن وصحرای محشر
هر آن وینان، احوالِ ته پرسان

☆

الالِه کِشته ام الوند دامان
اوش دادم ز دیده صبح وشامان
بِشا وقتی که بویش برمن آئی
همه بادش بره سامان بسامان

ترے ہاتھوں یہ دل ہے محوِ زاری
ہے سینے میں لہو کی آبیاری
کیے تونے ہزاروں عہد، تو کیا
ترے سب عہد ہیں ایفا سے عاری

☆

تو خود سر، میرے سر میں تیرا سودا
جھٹک دے تو جو دامن، کانپ اٹھونگا
کفن پہنے سرِ صحرائے محشر
پھروں گا پوچھتا احوال تیرا

☆

سرِ الوند اُگاتے میں نے لالے
اُنہیں سینچا شب و روز آنسوؤں سے
پہنچنے پائی تھی مجھ تک نہ خوشبو
کہ اُس کو لے اڑے ہر سمت جھونکے

بوره منّت بریم ما از کریمان
بکشیم دست از خوان لییمان
کریمان دست ور خوانِ کریمی
که برخوانش نظر دارند کریمان

☆

پشیمانم پشیمانم پشیمان
کاروانی بوینم تا بشیمان
کهن دُنیا به هیچ کیچی نمانده
بهرزه کوله باری می کشیمان

☆

موآن اسپیده بازم سینه سوهان
چراگاهِ مو بی سر بشنِ کوهان
همه تیغی به سوهان می کرن تیز
موآن تیغم که یزدان کرده سوهان

کریموں کے اُٹھائیں آؤ احساں
لئیموں کے ہوں ہتھے سے گریزاں
کریموں کا بچھا ہے خوانِ اکرام
سبھی اہلِ کرم ہیں جس کے خواہاں

☆

پشیماں ہوں پشیماں ہوں پشیماں
رہا کیوں کارواں کی سمت نگراں
یہ دنیائے کہن کس کی ہوئی ہے
عبث ہم نے اٹھائے ہیں یہ ساماں

☆

مَیں اِک شہباز، سینہ میرا تاباں
پہاڑوں کی بلندی میرا میداں
سبھی سوہاں سے کرتے ہیں سناں تیز
مگر ہے ذاتِ یزداں میرا سوہاں

زیادخود بیا پروا کریمان
ازوگو التجا واکه بریمان
کِیهّ این تاب داره تا مو دارم
نداره تاب این سامِ نریمان

☆

ز دستِ موکشیدی باز دامان
زکردارت نبی یک جو پشیمان
روم آخر بدامانی زنم دست
که تا از وی رسد کارم به سامان

☆

دِلم تنگه ندانم صبر کردن
ز دل تنگی شدم راضی به مردن
زشرم روی تُه مو در حجابم
نزانم عرضِ حالم وا ته کردن

توجّہ کی نظر سے دیکھ جاناں
کہ مَیں جا کر کہاں پھیلاؤں داماں
کسی میں تاب مجھ جیسی نہ ہوگی
وہ چاہے کیوں نہ ہو سامِ نریماں

مرے ہاتھوں سے تو دامن چھڑا کر
پشیماں بھی نہیں اپنے کیے پر
ترا دامن مَیں آخر تھام لوں گا
کہ بگڑے کام بن جائیں سراسر

کہاں کا صبر، دل ہے سخت مضطر
ہے اِس غم سے تو مرجانا ہی بہتر
گڑا جاتا ہوں مَیں شرم و حیا سے
کروں پھر تجھ سے عرضِ حال کیونکر؟

اوکه بی خان و بی مانه منم من
اوکه برگشته سامانه منم من
اوکه شامان به انده میکره روج
اوکه روجان چو شامانه منم من

اگر دستم رسد بر چرخِ گردون
از و پرسم که این چونست و آن چون
یکی را داده صد گونه نعمت
یکی را قرصِ جو آلوده در خون

دلا چونی دلا چونی دلا چون
جگر خونم جگر خونم جگر خون
به دستِ لیلیِ سیمین عذاری
چو مجنونم چو مجنونم چو مجنون

نہیں جس کا ٹھکانا زیرِ گردوں
جو رہتا ہے پریشاں حال ومحزوں
جو شام اپنی سحر کرتا ہے روکر
سحر بھی شام ہے جس کی وہ میں ہوں

☆

جو بس میں ہو مرے یہ دورِ گردوں
ذرا پوچھوں ، یہ کیسے اور وہ کیوں؟
کسی کو تُو نے دی صد گونہ نعمت
کسی کو نانِ جو آلودۂ خوں

☆

بھلا ایسا ہے تو اے دل بتا کیوں؟
ترے ہاتھوں جگر میرا ہے پُرخوں
کسی لیلائے سیمیں رُخ کی خاطر
میں ہوں آشفتہ سر مانندِ مجنوں

بعالم کس مبادا چو من آیین
من آیین کس مبو در دین و آیین
هرکه دردمنش باور نمی بو
من آیین بی من آیین بی من آیین

☆

بوره جانا دلِ پُر درد من بین
سرشکِ سُرخ و رنگِ زرد من بین
غمِ مهجوری و دردِ صبوری
بیا بر جان غم پروردِ من بین

☆

بوُره بوُره وُلا حالِ دلم بین
بوره حالِ دل ته مایلم بین
محبت کِشتم و بر دشمنی داد
بوره کشت و بربی حاصلم بین

جہاں میں ہو کوئی مجھ سا مبادا
نہ مجھ جیسا کسی مِلّت میں پیدا
نہ میرے درد کو باور کرے جو
خداوندا وہ خود ہو جائے مجھ سا

☆

کبھی حال اس دلِ پُردرد کا دیکھ
رُخِ زرد، اشکِ سُرخ اے دلربا دیکھ
غمِ مہجوری و دردِ صبوری
ہے کیسی جانِ غم پرور، ذرا دیکھ

☆

تو حالِ دل مرا اے دلربا دیکھ
کبھی تو اس دلِ مائل کو آ دیکھ
محبّت بو کے پایا دشمنی پھل
مری کھیتی، مرا حاصل ذرا دیکھ

بی ته تلواسه دیرم بوره بوین
چه زهر درکاسه دیرم بوره بوین
میَم خون ، دیده ساقی ، ناله مطرب
چه صحبت خاصه دیرم بوره بوین

☆

وای روزی که قاضی مان خدا بو
سر پلِ صراطم ماجرا بو
بنوبت بگذرند پیر و جوانان
وای زان دم که نوبت زان مابو

☆

دلی دارم که بهبودش نمی بو
نصیحت می کرم سودش نمی بو
به بادش می دهم نش می برد باد
در آتش می نهم دودش نمی بو

ہُوں تجھ بن پیکرِ غم، آ ذرا دیکھ
یہ مَیں یہ کاستہ سم، آ ذرا دیکھ
لہو مے، دیدہ ساقی، نالہ مطرب
ہیں کیسے میرے ہمدم، آ ذرا دیکھ

☆

خدا ہوگا مرا جس روز قاضی
سرِ پُل ہوگی جو بھی بات ہوگی
سبھی پیر و جواں گزریں گے اُس پر
دریغا! آئے گی جب میری باری

☆

ہے دل کا ہے کو پہلو میں، ہے پتھر
نصیحت کو نہیں سُنتا وہ یکسر
بگڑتا ہے نہ کچھ اُس کا ہَوا سے
نہ اُٹھتا ہے دھواں شعلوں میں گھِر کر

سری دارم که سامانش نمی بو
غمی دارم که پایانش نمی بو
اگر باور نداری سوی من آ
بوین دردی که درمانش نمی بو

دِلی دیرم دمی خرّم نمی بو
غمی دیرم که هرگز کم نمی بو
خطی دیرم مو از خوبانِ عالم
که یارِ بیوفا همدم نمی بو

شوی نبود که دل بی غم نمی بو
زانکه دلبر دمی همدم نمی بو
هزاران رحمتِ حق باد بر غم
زمانی از دلِ مو کم نمی بو

مرا سر ہے سبر بے برگ و ساماں
مرا غم ہے غم بے حدّ و پایاں
یقیں تجھ کو نہیں تو دیکھ آکر
وہ غم جس کا نہیں ہے کوئی درماں

☆

خوشی تو ہو چکی ہے دِل سے عنقا
مگر غم کم ہوا ہے اور نہ ہو گا
کھُلا خوبانِ عالم کی روِش سے
کہ جو ہے بیوفا ، وہ یار کس کا؟

☆

کِسی بھی شب نہیں دل میرا بے غم
کہ وہ دلبر نہیں اِک دم کو ہمدم
ہزاروں رحمتیں حق کی ہوں غم پر
نہیں ہوتا کِسی لمحے بھی یہ کم

به والله که جانانم توئی تو
به سلطانِ عرب جانم توئی تو
نمی ذونم که چونم یا که چندم
همی ذونم که درمانم توئی تو

دِلا در کوی او وقت سحر شو
ز بی پروا حریفان بی خبر شو
به پنهانی گرت با او شماریست
ز نقشِ پای خود آهسته تر شو

نیا مطلق به کاری این دلِ مو
بجز خونابه اش نه حاصلِ مو
داره در موسمِ گل جوششِ سودا
چه پروای کره اینجا دلِ مو

قسم اللہ کی جاناں تو ہی ہے
قسم میرِ عربؐ کی جاں تو ہی ہے
خبر مجھ کو نہیں مَیں خود ہوں کیسا
خبر یہ ہے کہ بس درماں تو ہی ہے

☆

گلی میں اُس کی تو وقتِ سحر جا
حریف اے دل ترے ہیں بے خبر جا
تجھے اُس سے تعلّق ہے اگر کچھ
تو نقشِ پا سے بھی آہستہ تر جا

☆

نہ کام آیا مرے یہ دِل ذرا بھی
مرا حاصل ہے اِس دل کی تباہی
اِسے ہے عہدِ گل میں جوشِ سودا
کہاں پروا یہ کرتا ہے کِسی کی

بهارم بی خزان ای گلبنِ مو
چه غم کنده بو بیخ و بنِ مو
برس ای سوته دل یکدم به دردم
تُتیَ امروز دل تازه کنِ مو

☆

نوای ناله، غم اندوته زونو
عیارِ زرِّ خالص بوته زونو
بیا پروانه تا باهم بنالیم
که قدرِ سُوته دل، دلسوته زونو

☆

غمِ دردِ دل مو بی حسابه
خدا زونه که مرغِ دل کبابه
بنازم دست و بازوی ته جلّاد
اگر قتلم کری والله ثوابه

بہاریں مجوں خزاں ہیں اے سمن بو
تباہی کا نہ چھوڑا غم نے پہلو
مداوا کر مرا اے سوختہ دل
کہ وجہِ تازگیِ دل ہے بس تو

☆

کرے گا غم کا مارا غم گساری
کھرا کھوٹا پرکھتی ہے کسوٹی
اُٹھ اے پروانے آپس ہی میں رو لیں
کہ قدر اپنی کرے گا دل جلا ہی

☆

نہیں ہے کچھ شمار اِس غم کا میرے
خدا شاہد کباب آسا ہوں جل کے
کروں گا دست و بازو پر ترے ناز
ہے کارِ خیر اگر تو سر اڑا دے

مرا درد دلم خو کرده واته
نزونی درد دیلم بی وفاته
بیا این سوته دل واته سپارم
تو ذونی وا دل ودل ذونه واته

دلی دیرم چو مرغِ پا شکسته
چو کشتی برلب دریا نشسته
همه گویند طاهر تار بنواز
صدا چون می دهد تارِ شکسته

دل مو دایم اندر ماتم ته
به دل پیوسته این درد وغم ته
چه پرسی که چرا قدّت بوخَم
خم قدّم ازان پیچ وخم ته

مرا دل ہے بہت مانوس تجھ سے
مگر تو بیوفا کیا غم کو سمجھے
کروں ۔ آ دل کو مَیں تیرے حوالے
پھر اِس کے بعد تو جانے وہ جانے

☆

ہے مثلِ مرغِ پا بستہ دلِ زار
لبِ دریا پہ یا کشتیٔ بیکار
سبھی کہتے ہیں طاہرؔ ساز کو چھیڑ
کہیں بجتے بھی ہیں ٹوٹے ہوئے تار

☆

ہمیشہ سے یہ دل وقفِ الم ہے
جو پیوستہ ہے اس میں تیرا غم ہے
خمِ قامت ہے کیوں؟ مت پوچھ مجھ سے
یہ خم اے جاں ترا ہی پیچ و خم ہے

به دنیا مو نویم کام بی ته
بدست هرگز نگیرم جام بی ته
بلرزم روز و شو چون بید مجنون
ندارم یکنفس آرام بی ته

دو چشم را ته خون پالا کنی ته
کلاه عقلم از سر وا کنی ته
اگر لیلی بپرسه حالِ مجنون
نظر او را سوی صحرا کنی ته

بوره بوره که جانانم ته ئی ته
بوره بوره که سلطانم ته ئی ته
تو خود ذونی که غیر از تو نذونم
بوره بوره که درمانم ته ئی ته

ہوں دنیا میں بہت ناکام تجھ بِن
چھُوا تک بھی نہیں ہے جام تجھ بِن
مثالِ بَیدِ مجنوں کانپتا ہوں
نہیں ہے اِک نفَس آرام تجھ بن

☆

مجھے جو خوں رُلاتا ہے وہ تو ہے
جو عقل و ہوش اُڑاتا ہے وہ تو ہے
جو لیلیٰ پوچھتی ہے حالِ مجنوں
رہِ صحرا دکھاتا ہے وہ تو ہے

☆

چلا بھی آ کہ تو ہے جانِ جاناں
چلا بھی آ کہ تو ہے میرا سُلطاں
بجز تیرے نہیں مجھ کو خبر کچھ
چلا بھی آ کہ تو ہے میرا درماں

قضا پیوسته در گوشم بواجه
که این دردِ دل تو بی علاجه
اگر گوهر بی خواهان نداری
همین این جان مو، چه تو رواجه؟

☆

ندانم لوت و عریانم که کرده
خودم جلّاد و بی جانم که کرده
بده خنجر که تا سینه کرم چاک
ببینم عشق بر جانم چه کرده

☆

سرم چون گو در میدان بگرده
دلم نز عهد نز پیمان بگرده
اگر دوران به نامردان بمانه
نشینم تا دگر دوران بگرده

قضا کانوں میں یوں نعرہ زناں ہے
کہ بے درماں ترا دردِ نہاں ہے
گہر ہو اور نہ ہو اس کا خریدار
تو جاں سی شے بھی جنسِ رائیگاں ہے

☆

کیا کس نے مجھے بے بال و پر یوں؟
مَیں خود قاتل بھی اور مقتول بھی ہوں
اٹھا خنجر کہ سینے کو کروں چاک
کیا ہے عشق نے کیا، یہ تو دیکھوں

☆

رہے سر ٹھوکروں میں کیوں نہ غلطاں
وہی ہے عہد میرا اور پیماں
جو نامردوں کا آ پہنچے زمانہ
رہوں گا تا بہ تبدیلی مَیں پنہاں

بی دم پیـر و برنا ئیم نمانده
به تن توشش و توانائیم نمانده
بمو واجن بوره آلاله چین
بچینم چون که بینائیم نمانده

مرا عشقت ز جان آذر برآره
ز پیکر مشتِ خاکستر برآره
نهال مهرت از خاطر ببرّند
هزاران شاخ هرسو سر برآره

هرآن دلبر که چشم مست داره
هزاران چون منی پا بست داره
میانِ عاشقـان آن ماه سیما
چو شعر من بلند و پست داره

دمِ پیری ہے رعنائی کہاں اب
وہ طاقت وہ توانائی کہاں اب
مجھے کہتے ہیں ، آ اور پھول چُن لے
یہ گُل چینی کو بینائی کہاں اب

مری جاں سے ہے شعلہ سا لپکتا
کیا اُلفت نے خاکستر سراپا
جو دل سے نخلِ الفت کاٹ بھی دیں
نکل آئیں گی شاخیں اُس میں صدہا

ہوں جس کی آنکھ میں مستی کے ڈورے
اسیر اُس کے بہُت میری طرح سے
وہ مہ رُو، یوں گروہِ عاشقاں میں
بلند و پست میں جوں شعر میرے

غریبی سخت مرا دیگر داره
فلک بر گردنم زنجیر داره
فلک از گردنم زنجیر بردار
که غربت خاک دامنگیر داره

☆

دل مو بی ته دایم بیقراره
بجز آزارِ مو کاری نداره
دو دس برسر زنه چون طفلِ بدخو
ز هجرت روز و شو اینش مداره

☆

ز غم جان در تنم در گیرو داره
سرم در رهنِ تیغ آبداره
ندارم اختیاری از چه جوشش
دلِ موتابِ این سودا نداره

غریبی ہے سکونِ دل کی دشمن
فلک ہے باعثِ زنجیرِ گردن
فلک زنجیر گردن سے ہٹا لے
کہ غربت سے ہے خاک آلود دامن

☆

ہے دل بے چین تجھ سے دور ہو کے
ستانے پر کمر باندھی ہے اس نے
وہ ہے سر پیٹتا بچّے کی مانند
سلوک اس کا یہ ہے دن رات مجھ سے

☆

مچی ہے غم سے ہلچل جاں میں کیا کیا
رہینِ تیغِ براں سر ہے میرا
نہ قابو ہے مرا کچھ جوششِ دل پر
نہ خود دل کو مرے ہے تابِ سودا

مو که یارم سرِ یاری نداره
موکه دردم سبکساری نداره
همه گویند یارت خوابِ نازاست
چطور خوابه که بیداری نداره

مرا ای دلبر مو واته کاره
وگرنه درجهان بسیار یاره
کجا پروای این دل سوته دیری
چو موبلبل به گلزارت هزاره

دلم میلِ گلِ باغ ته دیره
سراسر سینه ام داغِ ته دیره
بشم آلاله زاران دل کرم شاد
دیم آلاله هم داغِ ته دیره

اُسے مجھ سے سرِ یاری نہیں ہے
مجھے غم سے سبکساری نہیں ہے
یہ کیسے خواب میں ہے میرا دلدار
کہ جس کے بعد بیداری نہیں ہے؟

☆

بَسایا ہے تجھی کو اپنے من میں
نہ تھے کم ورنہ مَہوَش انجمن میں
کہاں پروا ہو میری تجھ کو اے گُل
کہ مجھ جیسے بہت بلبل چمن میں

☆

ہے دِل خواہاں گُلِ باغِ طرب کا
سراسر داغ یہ سینہ ہے میرا
گیا جب لالہ زاروں میں پئے سیر
ترا ہی داغ ہر لالے پہ دیکھا

سرم سودای گیسوی ته دیره
دلم مهر مه روی ته دیره
اگرچشم بماهِ نو کره میل
نظر بر طاقِ ابروی ته دیره

دل مو غیر ته دلبر نگیره
به جای جوهری جوهر نگیره
دلِ مو سُوته و مهر تو آذر
نه بی تا سوته، آذر در نگیره

سحر گاهان که چشم آو گیره
ز آهم هفت چرخ آلاو گیره
ز بس خونابه از چشمان بریجم
که گیتی سر بسر خوناو گیره

سمایا سر میں ہے سودائے گیسو
تو دل میں جاگزیں ہے عشقِ مہ رُو
جو دیدِ ماہِ نو کی ہو تمنّا
نظر اٹھتی ہے سوئے طاقِ ابرو

☆

بجز تیرے مَیں کیوں چاہوں بتاں کو
یقیں کو چھوڑ کر لوں کیوں گماں کو
تری الفت ہے آگ، آتش بجاں ہیں
پکڑ لیتی ہے آگ آتش بجاں کو

☆

ہے بہتا صبح کو اشکوں کا دریا
مری آہوں سے گردوں ہے جل اٹھتا
کروں آنکھوں سے وہ خونابہ باری
کہ اُس میں غرق ہو جائے یہ دنیا

دل ار مهرت نه ورزه، به چه ارزه
خراب آن دل که مهر ته نورزه
گریبان هر که از دستت کره چاک
به جاویدان گریبان را نه دوزه

☆

بلا سروی ز بالای ته باشه
جنون فتنی ز سودای ته باشه
به صورت آفرینم این گمانه
که پنهان در تماشای ته باشه

☆

درختِ غم بجانم کرده ریشه
به درگاهِ خدا نالم همیشه
عزیزان قدر یکدیگر بدانید
اجل سنگ است و آدم مثلِ شیشه

ہے بے مصرف کرے جو دل نہ الفت
کرے جو دل نہ الفت، ہو وہ غارت
ترے ہاتھوں گریباں جو کرے چاک
نہ سی پائے اُسے وہ تا قیامت

☆

بلائے جاں ہے تیرا قدِّ رعنا
جنوں ہے نام تجھ کو چاہنے کا
گماں میرا ہے صورت آفریں بھی
کہیں چھپ کر ہے مصروفِ تماشا

☆

جڑیں غم کی مری جاں میں ہیں محکم
بدرگاہِ خدا روتا ہوں پیہم
کرو اِک دوسرے کی قدر یارو
کہ پتھّر ہے اجل، شیشہ ہے آدم

هزارت دل به غارت برده ویشه
هزارانت جگر خون کرده ویشه
هزاران داغ بیش ار سیم اشمرد
هنی نشمرده از اشمرده ویشه

☆

مسلسل گیسوان پرتاب مکّه
خمارین نرگسان پرخواب مکّه
برینی توکه مهر از ما بُرینی
برینه روزگار اشتاب مکّه

☆

هله از باغ و بستان یاد مکّه
دل از زندانِ غم آزاد مکّه
مکان دیگر و ملکِ دگر جو
وطن در این خراب آباد مکّه

ہزاروں ہی کے دل تو نے لیے ہیں
ہزاروں ہی جگر خوں کر دیے ہیں
فزوں اِن سے ہیں داغِ ناشمردہ
ہزاروں جو شمار اب تک کیے ہیں

☆

نہ کر پرتاب تو زلفوں کو اپنی
نہ کر یوں خواب گوں، آنکھیں نشیلی
جو ہے منظور تجھ کو قطعِ الفت
زمانہ خود ہے درپے، کر نہ جلدی

☆

نہ کر تو اِس چمن کو بھول کر یاد
نہ کر زندانِ غم سے دل کو آزاد
مکاں اپنا کہیں تو اور ہی ڈھونڈ
یہ ویرانہ ہے، کر اس کو نہ آباد

دلا از عشقِ خوبان یاد مکّہ
اسیرِ غم روان شاد مکّہ
مجو لیلیٰ و خود مپسند مجنون
مجو شیرین و خود فرہاد مکّہ

☆

کجا بی جای تہ اے یار دلخواہ
کہ تا مو ببرم آن جایگہ راہ
ہمہ جا جای تہ مو کور باطن
غلط واتم غلط استغفرُاللہ

☆

بہ واللہ و بہ باللہ و بہ تاللہ
بحقِ سورۂ نصرٌ من اللہ
بہ سر راہت نشینم بر نخیزم
اگر کشتہ شوم الحکمُ للہ

نہ کر اے دل تو عشقِ دلبراں یاد
نہ کر اس رُوحِ شاداں کو تو ناشاد
نہ جا لیلےٰ کے پیچھے بن کے مجنوں
نہ کر شیریں کی خواہش بن کے فرہاد

☆

کہاں ہے تو بتا اے یارِ دلخواہ
نکالوں تجھ سے ملنے کی کوئی راہ
تری جا ہر جگہ ہیں کورِ باطن!
غلط مَیں نے کہا ، اَستغفِرُاللہ

☆

بہ واللہ وبہ بِاللہ وبہ تاللہ
بحقِ سورۃ نصرٌ مِنَ اللہ
اُٹھوں ہرگز نہ تیری رہگذر سے
جو مارا جاؤں تو الحکمُ لِلّٰہ

زبیدادِ فلک یاران امانه
امان زین بختمان آخرزمانه
اگر پاره کرم یقه بجا بو
که وا مو آسمانِ پرسرگرانه

سحرگاهان فغانِ بلبلانه
به یادِ روی پُر نور دُلانه
زآه مو فلک آخر حذر کن
اثر در نالهٔ سوته دلانه

دو چشمانت به چشمِ بازمانه
قدِ رعنا به سروِ نازمانه
بده چند بوسه کنج لبانت
به شربت خانهٔ شیراز مانه

فلک کے جور سے یارو اماں ہے
اماں یوں بھی کہ یہ آخر زماں ہے
بجا ہے گر کروں دامن کو میں چاک
کہ مجھ سے چرخِ گرداں سرگراں ہے

☆

بوقتِ صبح بلبل کے وہ نالے
بیادِ گُل بسر ہوتے وہ لمحے
حذر کر اے فلک آہوں سے میری
اثر رکھتے ہیں نالے دل جلوں کے

☆

تِری آنکھیں ہیں مثلِ چشمِ شہباز
قدِ رعنا ہے جُوں سروِ ہمہ ناز
عطا کر کنجِ لب کے چند بوسے
مزے ہیں جیسے مشروباتِ شیراز

درین بوم برانم پرورش نه
شوانم جا و روزانم خورش نه
سری دیرم که مغزی اندرونه
تنی دیرم که پروای سرش نه

☆

دلا بی تو دلم یکدم نمونه
وگر روی ته وینم غم نمونه
اگر درد دلم قسمت نمایند
دل بی درد در عالم نمونه

☆

دلم از درد ته دایم غمینه
به بالین خشتم و بستر زمینه
همین جرمم که مو ته دوست دیرم
ته هر کس دوست دارد حالش اینه

زمیں پر ہو گیا مشکل گزارا
غذا دن میں نہ شب میں ہے ٹھکانا
اگر سر ہے تو یکسر ہے تہی مغز
رہا تن، اس کو کیا ہے سر کی پروا

نہیں تجھ بن مرا دل شاد و خرّم
ترے ہوتے نہ غم کوئی نہ ماتم
غمِ دل گر کریں تقسیم میرا
نہ دِل کوئی ملے دنیا میں بے غم

وفورِ غم سے دل ہے زار و مضطر
ہے بالیں خشت اور خاشاک بستر
مری مانند جرمِ عشق کر کے
ہر عاشق کی یہی حالت ہے یکسر

به کس دردِ دل مو وا تنی نه
که سنگ از آسمان اندا تنی نه
به مو واجن که ترک یار خود کن
کِش یارم که ترکش واتنی نه

☆

چه دیره اینکه دارش آذرینه
چه دشته اینکه خونخوارش زمینه
مگر بوم و برِ مسکین دلافی
مگر صحرای عشقِ نازنینه

☆

دو چشمم دُردِ چشمان تو چینه
مبا روجی که چشمم تو نوینه
شنیدم رفتی و یاری گرفتی
اگر گوشم شنو چشمم نوینه

کہوں کیا دردِ دل اپنا کِسی سے
فلک سے ہیں کہیں پتھّر بھی برسے
مجھے کہتے ہیں ترکِ یار کر دوں
کوئی اس کو بھلا کِس طرح چھوڑے؟

☆

کہاں ہوں مَیں، کہ ہر نخل آتیشں ہے
یہ خوں آشام کیسی سرزمیں ہے
ٹھکانہ ہے کوئی مسکیں دلوں کا
کہ یہ صحرائے عِشقِ نازنیں ہے

☆

بفیضِ اشک یہ آنکھیں ہیں مَے گوں
مبادا دُور تجھ سے مَیں کبھی ہوں
ہے یاری غیر سے تیری، سُنا ہے
سُنا ہے جو، وہ آنکھوں سے نہ دیکھوں

مکن کاری که بر پا سنگت آیه
جهان با این فراخی تنگت آیه
چو فردا نامه خوانان نامه خوانن
تو خود از نامه خواندن ننگت آیه

☆

غمِ عشق ته کی بر هر سر آیه
همایون که به هر بوم و بر آیه
ز عشقت سرفرازان کام یابند
که خور اوّل به کهساران برآیه

☆

چو شو بی ته سرم بر بالش آیه
چو نی از استخوانم نالش آیه
شوِ هجران به جای اشکم از چشم
به مژگان شعله های آتش آیه

نہ کر، جس کام سے ہو بارشِ سنگ
جہاں کی یہ فراخی تجھ پہ ہو تنگ
قیامت میں ہو جب پرسش عمل کی
ترے اعمال ٹھیریں باعثِ ننگ

☆

ہر اک سر میں کہاں اُلفت کا سودا
ہُما کا کب گزر ہوتا ہے ہر جا
مرادِ عشق پاتے ہیں سر افراز
پہاڑوں ہی سے سُورج ہے نکلتا

☆

مَیں تجھ بن شب کو جب لگتا ہوں سونے
مثالِ نَے بپا کرتا ہوں نالے
شبِ ہجراں بجائے آنسوؤں کے
سرِ مژگاں ہیں شعلے سے بھڑکتے

نسیمی کز بن آن کاکل آیه
مرا خوشتر ز بوی سنبل آیه
چو شو گیرم خیالت را در آغوش
سحر از بسترم بُوی گُل آیه

☆

بلا سروی ز بالای ته باشه
جنون قسمی ز سودای ته باشه
به صورت آفرینم این گمانه
که پنهان در تماشای ته باشه

☆

خدایا دل بلابی دل بلابی
گنه چشمان کرو دل مبتلابی
اگر چشمان ندیدی روی زیبا
چه داند دل که دل بر در کجابی

نسیم آتی ہے جو زلفوں کو چھُو کر
مجھے ہے نکہتِ سنبل سے بہتر
جو رہتا ہے تصوّر تیرا شب کو
مہک اُٹھتا ہے وقتِ صبح بستر

☆

بلائے جاں ہے تیرا قدِّ رعنا
جنوں ہے نام تجھ کو چاہنے کا
گماں میرا ہے صورت آفریں بھی
کہیں چھُپ کر ہے مصروفِ تماشا

☆

خداوندا یہ دل آفت ہے کیسی
کہ جرم آنکھوں کا اور دل کی تباہی
اگر آنکھیں نہ دیکھیں روئے زیبا
ہو دل کو کیا خبر اس دلرُبا کی

بدامِ دلبری دل مبتلا بی
که هجرانش بلا وصلش بلا بی
درین ویرانه دل جز خون ندیدم
نه دل گوئی که دشتِ کربلا بی

عاشق آن بی که دایم در بلا بی
ایوب آسا به کرمان مبتلا بی
حسن آسا بنوشه کاسهٔ زهر
حسین آسا شهیدِ کربلا بی

جهانِ بی وفا زندانِ ما بی
مکانِ خارِ غم دامانِ ما بی
غمِ ایوّب و محنت های یعقوب
همه گویا نصیبِ جان ما بی

بدامِ دلبری دل مبتلا ہے
بلا ہے وصل ہجراں بھی بلا ہے
جسے دیکھا وہ ہے آلودۂ خوں
یہ دل ہے یا کہ دشتِ کربلا ہے

وہ عاشق ہے جو محصورِ بلا ہو
بلا میں مبتلا ایوّب سا ہو
حسنؓ آسا پیے جو کاسۂ زہر
حسینؓ آسا شہیدِ کربلا ہو

ہے زنداں یا جہانِ بے وفا ہے
کہ دامن غم کے کانٹوں سے بھرا ہے
غمِ یعقوبؑ ہو یا صبرِ ایوّب
سبھی کچھ تو نصیبِ جاں ہوا ہے

غمِ عالم نصیبِ جانِ مابی
بہ دورِ ما فراغت کیمیابی
رسہ آخر بدرمان دردِ ہرکس
دلِ مابی کہ درمانش فنابی

زمشکِ چین سیہ تر سنبلت بی
ہزاران دل بقید کاکلت بی
نباشد نالہ ام را در دلت راہ
زخارا سخت تر گویا دلت بی

دلِ تو کی ز حالم باخبر بی
کجا رحمت باین خونِ جگر بی
تہ کہ خونین جگر ہرگز نبودی
کی از خونین جگرہا باخبر بی

ہے دنیا بھر کا غم اور اک مری جاں
نجات اس سے ملے یہ کب ہے امکاں
علاجِ درد ہو جاتا ہے سب کا
مگر ہے موت میرے دل کا درماں

☆

ہیں مشکِ چیں سے کالے تیرے گیسو
ہزاروں دل مقیّد ہیں بہر مُو
اثر کرتے نہیں جو میرے نالے
مگر پتّھر سے بھی ہے سخت دل تُو؟

☆

توّجہ جب نہ میرے حال پر ہو
تو پھر کیونکر عنایت کی نظر ہو
نہیں خونیں جگر جب تُو، تجھے کب
جو ہیں خونیں جگر اُن کی خبر ہو

ز آهم هفت گردون پُر شرر بی
اگر آواکرم خونین جگر بی
ته که هرگز نسوته دِلیت از غم
کجا از سوته دِلانت خبر بی

☆

به تو هرکس که قربت بیشتر بی
دِلش از دُوری ته ریشتر بی
اگر یکبار مژگانِ تو بیناد
به جانش صد هزاران نیشتر بی

☆

خرم آن دِل که از غم بهره‌ور بی
بر آن دل وای کز غم بی خبر بی
به بازارِ محبّت نقدِ رائج،
کسی دیره که دِلیش سوته تر بی

ہے گردوں پُر شرر آہِ تپاں سے
جگر خوں ہے مرے شور و فغاں سے
جلا ہی جب نہ ہو غم سے ترا دل
خبر ہم دل جلوں کی ہو کہاں سے

☆

تری قربت ہوئی جتنی میسّر
ہوئی اتنی ہی دوری شاق دل پر
ترے مژگاں جو دیکھے کوئی اِک بار
چبھیں جانِ حزیں میں لاکھ نشتر

☆

خوشا وہ دل کہ غم جس کو ملا ہے
دریغ اس پر جو غم نا آشنا ہے
اُسی کا سِکّہ بازارِ وفا میں
چلا ہے، دِل یہاں جس کا جلا ہے

غُزُر آیین چهره ات افروته تر بی
به جانم تیرِ عشقت دوته تر بی
خال روی تو از آن رو سیه بی
هر آن نزدیک غُزُر بی سوته تر بی

چه خوش بی مهربانی از دو سر بی
که یک سر مهربانی دردِ سر بی
اگر مجنون دل شوریدهٔ داشت
دلِ لیلی از آن شوریده تر بی

شبم تاریک و روزم تیره تر بی
بخت آشفته ام زیر و زبر بی
ز مژگانِ خدنگی خورده ام تیر
که ناسورش به هر دم تازه تر بی

ہے مثلِ مہر روشن تیرا مکھڑا
مری جاں میں ہے تیرِ عشق اٹکا
سبب یہ ہے جو خالِ رخ ہے کالا
قریبِ مہر جو ہوگا، جلے گا

دو طرفہ خوب ہے الفت اگر ہے
ہو یک طرفہ تو وہ اک دردِ سر ہے
اِدھر مجنوں ہے گر شوریدہ خاطر
دلِ لیلیٰ اُدھر شوریدہ تر ہے

جو شب تاریک ہے، تیرہ سحر ہے
مرا بختِ نگوں زیر و زبر ہے
ترے مژگاں کے کھائے ہیں مے وہ تیر
کہ ناسور اس کا ہر دم تازہ تر ہے

شوم از شامِ یلدا تیره تر بی
دردم از دردِ تو دردا بتر بی
همه دردا رسن آخر به درمان
مرا دردی ز درمان بی اثر بی

دل از دستِ غمت زیر و زبر بی
دو چشمانم پر از خونِ جگر بی
هر آن یار عزیزش نازور بی
دلش پُر غصه جانش پر شرر بی

مدامم دل پر آذر دیده تر بی
خمِ عیشم پر از خونِ جگر بی
ز بوییت زندگی یابم پس از مرگ
ترا گر بر سرِ خاکم گذر بی

شبِ یلدا سے ہے یہ شب سیہ گوں
ہے بو درد اسے میرا درد افزوں
علاجِ درد ممکن ہے سبھی کا
ہے درماں بے اثر جس کا وہ میں ہوں

☆

ترے غم سے یہ دل زیر و زبر ہے
اِن آنکھوں میں بھرا خونِ جگر ہے
اٹھائے ناز تیرے جس کسی نے
دِل اس کا غم زدہ، جاں پُر شرر ہے

☆

پُر آتش ہے مرا دل، آنکھ ہے، تر
مرا ہر عیش ہے عیشِ مکدّر
تری خوشبو سے پاؤں زندگی پھر
گزر ہو گر ترا تک لحد پر

به دریای غمت دل غوطه در بی
مرا داغِ فراقت در جگر بی
به چشمم قطره های اشکِ خونین
تو گوئی لالهٔ باغ نظر بی

☆

هر آن باغی که نخلش سر به در بی
مدامش باغبان خونین جگر بی
بباید کندنش از بیخ و از بُن
اگر بارش همه لعل و گهر بی

☆

دلا رابت پُر از خار و خسک بی
گذارت بر سر چرخ و فلک بی
گر از دستت برآیه پوست بر کن
بیفکن تا که بارت کمترک بی

ہے دل غوّاص دریائے الم کا
جدائی میں جگر داغِ سراپا
مری آنکھوں میں قطرے اشک خوں کے
ہیں گلزارِ نظر کے پھول گویا

☆

شجر نکلا ہو گر حدِّ چمن سے
سہے گا باغباں صدموں پہ صدمے
اکھاڑا چاہیئے ایسے شجر کو
ہوں پھل لعل و گہر ہی کیوں نہ اس کے

☆

ہے خار و خس سے پُر اے دل یہ دنیا
ہے تیری رہگزر عرشِ معلّے
ہو ممکن تو اتار اس تن سے اپنے
لباسِ پوست تا ہو بوجھ ہلکا

شبِ تار و بیابان پُر ورک بی
همه صحرا پُر از خار و خسک بی
نباشد اندرین ره روشنائی
خوشا آنانکه بارش کمترک بی

زشور انگیزی چرخ و فلک بی
که دایم چشم بختم پُر نمک بی
دمادم دودِ آهم تا سما بی ،
نم بارانِ اشکم تا سمک بی

دلم بلبل صفت حیران گُل بی
درونم چون درختِ پی به گِل بی
خونابه بار دارم ارغوان وار
درختِ مهر بارش خونِ دل بی

فضا پُر ہَول ہے عالم ہے شب کا
بھرا کانٹوں سے ہے دامانِ صحرا
نہیں کچھ روشنی ہی راستے میں
مبارک وہ کہ جن کا بوجھ ہلکا

☆

یہ شورش ہے فلک کی آفریدہ
جو رہتا ہوں میں ہر دم آبدیدہ
دھواں آہوں کا ہے اوجِ سما تک
ہیں تا تحت الثریٰ اشکِ چکیدہ

☆

ہے دل مانندِ بلبل گُل کا شیدا
تو جاں جذبِ زمیں ہے نخل آسا
مثالِ ارغواں دشتِ وفا میں
ہُوں نخل ایسا ثمر خونیں ہے جس کا

دلِ نازک مثالِ شیشه ام بی
اگر آهی کشم اندیشه ام بی
سرشکم گر بود خونین، عجب نی
مو آن دارم که در خون ریشه ام بی

تِه پنداری که بستان خوشترم بی
سرم بو گوی میدان خوشترم بی
چو گلخن تار و تاریکه بچشم
گلستان بی ته زندان خوشترم بی

قدم دایم ز بارِ غصه خم بی
چو مو محنت کشی در دهر کم بی
مو هرگز از غم آزادی ندیرم
دلِ بی طالع مو کوهِ غم بی

ہے مثلِ آبگینہ دل کی ہستی
وہ نازک ہے کہ ٹوٹے آہ سے بھی
تعجب کیا جو ہیں یہ اشک خونیں
ہوں نخل ایسا جڑیں خوں میں ہیں جسکی

☆

کہاں میرے لئے بستاں ہے بہتر
جو سر اچھلے سر میداں ہے بہتر
گلستاں گلخن تیرہ ہے مجھ کو
وہاں جب تو نہیں زنداں ہے بہتر

☆

دُکھوں کے بوجھ سے قد میرا خم ہے
کوئی مجھ سا، زمانے میں ہو کم ہے
ہجومِ غم سے آزادی ملے کیا
کہ دل کمبخت خود اک کوہِ غم ہے

اگر نا مهربانم مهربان بی
چرا از دیدگانم خون روان بی
اگر دلبر به من دلداری شد
چرا در تن مرا نه دل نه جان بی

☆

کریمی کو مکانش لامکان بی
صفابخشِ تمامِ گل رخان بی
نگه دارندهٔ روز و شوِ خلق
به هر جنبندهٔ روزی رسان بی

☆

خوشا آنانکه الله یارِشان بی
به حمد و قل هوالله کارِشان بی
خوشا آنانکه دایم در نمازند
بهشتِ جاودان بازارِشان بی

کوئی نا مہرباں گر مہرباں ہو
لہو کیوں آنکھ سے میری رواں ہو
وہ دلبر ہو اگر دلدار میرا
تو کیوں تن میں مرے دل ہو نہ جاں ہو

☆

وہ مالک جو مکینِ لامکاں ہے
اسی کی دین حسن گل رخاں ہے
نگہباں خلق کا ہے وہ شب و روز
تو ہر ذی روح کا روزی رساں ہے

☆

خوشا جن کا خدا ہے ہمدم و یار
ہیں حمد و قل ھو اللہ جن کے اذکار
جو رہتے ہیں نمازوں میں سدا محو
بہشتِ جاوداں ہے جن کا بازار

پنج روزی هنی خندم کهان بی
زمین خندان بر مان آسمان بی
پنج روئ هنی ها زید و سامان
نه جینان نام و نه ز آنان نشان بی

چه واجم هر چه واجم واته شان بی
سخن از بیش وز کم واته شان بی
به دریا مو شدم گوهر بر آرم
هر آن گوهر که دیدم واته شان بی

دنیا خوان بی و مردم میهمان بی
امرو آلاله و فردا خزان بی
سیه چالی کنن نامش نهن گور
بمو واجن که اینت خانمان بی

ہے دو دن کا یہ سارا عیشِ دنیا
زمیں کا آسمانوں پر یہ ہنسنا
ہیں دو دن کے سبھی یہ ساز و ساماں
کل اِن کا کچھ نشاں ہوگا نہ اُن کا

سخن سے شان ہے تیری نمایاں
مگر الفاظ کم ہوں یا فراواں
گہر دریاؤں سے لاکر جو دیکھے
تھی ہر گوہر میں تیری شان پنہاں

یہ دنیا سفرۂ اہلِ جہاں ہے
بہاریں آج ہیں اور کل خزاں ہے
گڑھا تو کھودتے ہیں قبر ہی کا
مگر کہتے ہیں یہ تیرا مکاں ہے

هزاران لاله کزیُن در جهان بی
همه بر من دهندم دل گران بی
الاله خود، کم خوش رنگ وخوشبو
سرافراز همه آلاله یان بی

☆

هُمایونم سرِ کوهم وطن بی
سیرِ عالم کرم هر جا چمن بی
نه خون دیرم نه مون دیرم نه سامان
دم مردن پر و بالم کفن بی

☆

سیه بختم که بختم واژگون بی
سیه روزم که روزم سرنگون بی
شُدم خاکسترِ کوی محبّت
ز دستِ دل که یا رب غرق خون بی

ہزاروں پھول جو ہیں زیبِ دنیا
مجھے گر دے بھی دیں، دل خوش نہ ہو گا
مرا لالہ کہ ہے خوش رنگ و نکہت
ہے پھولوں میں وہی سرتاج سب کا

ہُما ہوں میں، پہاڑوں پر وطن ہے
پئے سیرِ جہاں ہر جا چمن ہے
ہُوں وہ بے خانماں، بے برگ و ساماں
کہ مشتِ پر ہی بس میرا کفن ہے

ہوں بد قسمت کہ قسمت ہی گئی سو
گئے دن کے اجالے رات میں کھو
سرِ کوئے وفا دل نے کیا خاک
خداوندا، یہ دل غرقابِ خوں ہو

اگرجایت بچرخ چارمین بی
مدامت گرگ مرگ اندرکمین بی
وگرصدسال دردنیا بمونی
درآخر منزلت زیرزمین بی

من آن شمعم که اشکم آذرین بی
کسی کوسوته دل اشکش همین بی
همه شو سوجم وگریم همه روج
زته رُوجان و شامانم چنین بی

الاله کوهساران هفته بی
بنفشه جوکناران هفته بی
منادی می کرم شهران بشهران
وفای گلعذاران هفته بی

مقامِ عرش ہے گر تجھ کو حاصل
اجل در پے رہے گی پھر بھی اے دل
جیا سو سال بھی دنیا میں گر تو
بالآخر ہو گی زیرِ خاک منزل

میں ہوں شمعِ آتشیں ہیں اشک میرے
ہیں اشک ایسے ہی ہوتے دل جلوں کے
میں راتوں کو ہوں سوزاں دن میں گریاں
مرے دن رات ایسے ہیں تجھی سے

ہے لالہ کو بہاروں میں دو روزہ
بنفشہ جوئباروں میں دو روزہ
صدا دوں گا میں جا کر شہر در شہر
وفا ہے گلعذاروں میں دو روزہ

زمان لالہ زارون هفتہ بی
کہ فصلِ نو بہارون هفتہ بی
غنیمت دون وصالِ یارجانی
کہ وصل روی یارون هفتہ بی

☆

زری چون مونہ اندر بوتہ بی
نہ چون موغم بدل اندوتہ بی
بجز شمعم بہ بالین همدمی نیست
کہ یارِ سوتہ دل، دل سوتہ بی

☆

همہ بندتنم مانندِ نی بی
مدامم دردِ هجرانت زپی بی
مراسوز و گدازت تا قیامت
خدا زونہ قیامت تا بکی بی

ہے گلزاروں کی مدت چند روزہ
بہاروں کی یہ فرصت چند روزہ
غنیمت جان اے دل صحبتِ یار
کہ ہے یاروں کی صحبت چند روزہ

☆

میں آتش زیرِ پا ہوں جیسے سونا
نہ مجھ سا غمزدہ بھی کوئی ہو گا
سرِ بالیں نہیں ہمدم بجز شمع
کہ ہے دل سوختہ ہی یار اپنا

☆

مثالِ نے ہیں نالاں میرے اعضا
کیا ہے دردِ فرقت نے جو پیچھا،
یہ سوزِ دل قیامت تک رہے گا
قیامت کب خدا جانے ہو برپا

تو که دور از منی انباز کی بی
بلورین بازوت دمساز کی بی
شکر شیرین لبت واکه کنه راز
نشینی واکه دمساز کی بی

دو چشمانت پیاله پر ز می بی
دو زلفونت خراج ملک ری بی
همی وعده کری امروز و فردا
نمی دانم که فردای تو کی بی

بهار آمد که هر لاله دلی بی
به هر لاله هزاران بلبلی بی
به هر مرزی نیارم پا نهادن
مبا از مو بتر سوته دلی بی

نہیں جب میں تو ہے کون اب سرافراز؟
ہیں وہ بازوئے سیمیں کس کے دم ساز؟
سخن گو وہ لبِ شیریں ہیں کس سے
تو کس کا ہم نشیں ہے، کس کا ہمراز؟

رہیں سرشار آنکھیں مے سے تیری
رہیں زلفیں خراج رتے کو لیتی
سدا کرتا ہے وعدہ آج کل کا
نجانے کل تری کس روز ہوگی

بہار آئی شگفتہ ہیں گلِ تر
ہزاروں بلبلیں ہیں شاخِ گل پر
قدم رکھتا نہیں اب ہر کہیں میں
مبادا دل چلا مجھ سے ہو بڑھ کر

سراسر مال دنیا سوتنی بی
نظر از مال دنیا دوتنی بی ،
غم و دردی که داری در دل امروز
برای روز حشر اندوتنی بی

☆

دلِ موز آتش غم سوتنی بی
بجانم سوز عشق افروتنی بی
گره ناکرده رشته در کفن ها
به شاهان وگدایان دوتنی بی

☆

بدنیا هیچکس کی ماندنی بی
که دامان بر جهان افشاندنی بی
هنی "لا تقنطوا" خوانی عزیزم
گر "یا ویلنا" ناخواندنی بی

ہے تج دینے کے قابل مالِ دنیا
نظر اس سے بچا جانا ہی اچھا
متاعِ غم ترے دل میں جو ہے آج
یہی توشہ ہے روزِ آخرت کا

☆

جلاتے ہی رہیں اس دل کو شعلے
یہ جاں پھنکتی رہے سوزِ دروں سے
ملے مہلت نہ دھاگے کو گرہ کی
رہیں سلتے کفن شاہ و گدا کے

☆

دھرا کیا ہے جہانِ مختصر میں
اماں ہے ترکِ دارِ خیر و شر میں
تو بس "لاتقنطوا" پڑھتا ہے پیارے
نہیں "یاویلنا" شاید نظر میں

دِلت ای سنگدل بر ما نسوجی
عجب نبود اگر خارا نسوجی
بسوجم تا بسوجانم دِلت را ،
در آذر چوب تر تنها نسوجی

دِلم از عشق خوبان گیج ویجی
مژه برہم زنم سیلاب خیجی
دِلِ عاشق مثالِ چوب تر بی
سری سوجی ، سری خوناب خیجی

زنم از بهرِ یاری گیج ویجی
شوانم آو از چشمان بریجی
هر آن راز دلش واجه به مردم
یا از دیوانگی بی یا ز گیجی

ترس تونے کبھی ہم پر نہ کھایا
تو پتھر ہے، نہ پگھلا تو عجب کیا
جلانے کو ترے میں خود جلوں گا
کہ چوبِ تر کہاں جلتی ہے تنہا

پریشاں عشقِ خوباں سے ہوں کیا کیا
پلک جھپکے تو ہے سیلاب اٹھتا
دلِ عاشق ہے کہ ہیں چوبِ تر کے
ہے اِس سے آگ اُس سے خوں ٹپکتا

بیادِ یار میں کرتا ہوں نالے
بسر ہوتی ہے شب آنسو بہاتے
جو راز اس کا کرے مخلوق پر فاش
وہ شوریدہ ہے یا عاری خرد سے

یقینم حاصله که هرزه گردی
ازین گردش که دیری برنگردی
چه هر سو راه تـه در مو ببستی
بدین عادت که دیری کی تـه مردی

اگر دردم یکی بودی چه بودی
اگر غم اندکی بودی چه بودی
به بالینم حبیبی یا طبیبی
ازین هر دو یکی بودی چه بودی

مرا در سر نه سودائی نه سودی
نه در دل فکر بهبودی نه بودی
نخواهم "زنده رود" و باغ کاران
که هر چشم هزاران زنده رودی

یہ ایماں ہے مرا تو ہر کہیں ہے
روش تیری نہ بدلے گی یقیں ہے
کیے ہیں تو نے مجھ پر راستے بند
یہ عادت شیوۂ مرداں نہیں ہے

☆

جو غم صرف ایک ہوتا کیا زیاں تھا
یہ غم ہوتا جو کم پھر تھا بُرا کیا
مری بالیں پہ دلبر یا معالج
بس ان دو میں سے کوئی ایک ہوتا

☆

نہ فکر سود و سودا مجھ پہ طاری
نہ فکر اپنی، نہ اپنی بہتری کی
ہیں کیا یہ زندہ رود و باغِ کاراں!
ہزاروں زندہ رود آنکھوں میں میری

عدایا دل زمُو بستان بزاری
نمی آید زمو بیمار داری
نمی دانم لوِ لَعلت ، بخونم
چرا تشنه است با این آو داری

نگارینا دل وجانم ته داری
همه پیدا وپنهانم ته داری
نمی دانم که این درد از که دارم
همین دانم که درمانم ته داری

بواجی که چرا ته بیقراری
مگر پروردهٔ بادِ بهاری
چرا گردی به کوه ودشت وصحرا
بجانِ ته ندارم اختیاری

خدایا چھین لے اس دل کو مجھ سے
میں کیا جانوں عبادت کے طریقے
نہ جانے باوجود اس تازگی کے
یہ تیرے ہونٹ ہیں کیوں خوں کے پیاسے

☆

تو ہے اے دوست مالک جان و دل کا
مرا ظاہر کہ باطن سب ہے تیرا
ہے کون اس غم کا باعث، بے خبر ہوں
خبر یہ ہے کہ بس تُو ہے مداوا

☆

"ہے کیوں بے چین؟" تو کہتا ہے مجھ سے
"کہ ہیں احسان یہ بادِ فصل گل کے؟
"میان دشت و صحرا کیوں ہے پھرتا؟"
نہیں تیری قسم بس میں یہ میرے

ته که حسرت دلی آزاد دیری
چه غم از این دلِ ناشاد دیری
مرا آه آتشین است ای ستمگر
ته گر دل ز آهن و فولاد دیری

☆

مرا دیوانه و شیدا ته دیری
مرا سرگشته و رسوا ته دیری
نمی دانم دلم دارد کجا جای
همی دانم که در دل جا ته دیری

☆

رخی چون از حیا خوی ریته دیری
دو مژگانی بزه آمیته دیری
ز جادوئی در آن چاهِ زنخدان
دلِ هاروت را آویته دیری

ہے پہلو میں ترے نا آشنا دل
تجھے کیا غم جو غمگیں ہے مرا دل
مری آہیں سراسر آتشیں ہیں
اگر فولاد و آہن ہے ترا دل

☆

بنا کر اپنا ہی مجنون و شیدا
کیا تو نے مجھے حیران و رسوا
خبر مجھ کو نہیں کچھ اپنے دل کی
خبر یہ ہے کہ دل مسکن ہے تیرا

☆

رواں رُخ سے پسینہ ہے حیا کا
ترے مژگاں کھنچے ہیں زہ پہ گویا
ترے چاہِ زنخداں میں بہ افسوں
دلِ ہاروت آویزاں ، دل آرا

مسلسل زلف بر رو ریته دیری
گل و سنبل بهم آمیته دیری
پریشان چون کری آن تار زلفان
به هر تاری دلی آویته دیری

☆

تار زلفت چرا بر لاله دیری
به نرگس ناز در دنباله دیری
سری روزی بعشقم در نیاری
که در سر ناز چندین ساله دیری

☆

غم اندر سینهٔ موخانه دیری
چو ویرانه که بوم آشانه دیری
فلک اندر دل مسکین مونه
ازین غم هرچه در انبانه دیری

ترے عارض پہ یہ زلفیں دل آرا!
گل و سنبل کہیں باہم ہیں گویا
پریشاں جب کرے گا تو یہ زلفیں
تو ایک اک بال میں ہوگا دلِ اٹکا

☆

یہ کیوں عارض پہ ہیں زلفیں دلآرا؟
ہے کیوں آنکھوں میں دنبالہ ادا کا؟
محبّت میں کبھی مجھ کو نہ پوچھا
یہی ہے بس کمالِ ناز تیرا!

☆

کیا ہے گھر مرے سینے میں غم نے
ہو ویرانے میں کوئی بُوم جیسے
عطا کر اس دلِ مسکیں کو اے چرخ
متاعِ غم جو قبضے میں ہے تیرے

کشیمان ار بزاری از که ترسی
برانی گر بخواری از که ترسی
مُو با این نیمه دل از کس نترسم
جهانی دل ته داری از که ترسی

☆

کشم آهی که گردون باخبر شی
دل دیوانه ام دیوانه تر شی
بترس از تیر آهِ سوته دیلان
که آهِ سوته دیلان کارگر شی

☆

الهی، ای فلک چون من زبون شی
دلت همچون دلِ من غرقِ خون شی
اگر یک لحظه ام بی غم بوینی
یقین دارم کزین غم سرنگون شی

تو سفاکی سے چاہے قتل کر دے
کہ ٹھکرا دے ذلیل و خوار کر کے
نڈر ہیں نیم دل ہوں کیا تجھے خوف
جہانوں کے ہیں دل مٹھی میں تیرے

☆

ہو گردوں باخبر سن گریہ زاری
بڑھے کچھ اور دل کی بے قراری
جو تفتہ دل ہیں اُن کی آہ سے ڈر
کہ آہِ تفتگاں ہوتی ہے کاری

☆

فلک تو بھی یونہی زار و زبوں ہو
مری مانند تو بھی غرقِ خوں ہو
جو پل بھر کو میرا تو کرب دیکھے
یقیں ہے غم کے ہاتھوں سرنگوں ہو

شوِ تارت بونیم خواهش از پی
شده کون و مکان از خلقتِ حی
حقیقت بشنو از طاهر که گردید
به یک کُن خلقتِ کون و مکان طی

☆

دُرِ اشکم به دامان ریته اولی
خونِ دیلم ز چشمان رِیته اولی
بکس حرفی ز جورت وانواجم
که حرفِ جور پنهان ریته اولی

☆

هرکه دردی نداره مرده اولیٰ
دلِ بی دردِ عشق افسرده اولیٰ
سحر بلبل زنه آوا به گلبن
که هرکه عشق نداره مرده اولیٰ

شبِ تیرہ میں تیری آرزو ہے
کہ زندہ تجھ سے عالم کی ہے ہر شے
حقیقت یہ کہ طاہرؔ، لفظ کُن سے
ہوئی ہے خلقتِ کون و مکاں طے

☆

یہ بہتر ہے بھروں اشکوں سے داماں
لہو دل کا بہا لے چشم گریاں
شکایت کیوں کروں تیرے ستم کی
رکھوں میں کیوں نہ اسکو دل میں پنہاں

☆

دلِ بے دردِ آزردہ ہے بہتر
دلِ بے عشق افسردہ ہے بہتر
یہ دیتی ہے صدا بلبل دمِ صبح
کہ جو عاشق نہیں، مردہ ہے بہتر

هرآنکه الوند دامان مونشانی
دمان از هر دو عالم برفشانی
اشک خونین پاشم از راهِ دیده
تاکه دلبر به پایش برفشانی

☆

منم اسپیده بازم همدانی
لانه در کوه دارم در نهانی
ببالِ خود پرم کوهان به کوهان
بچنگِ خود کرم نخچیر وانی

☆

شبی نی کز فراقت دیده ترنی
نیه روجی که خونینم جگر نی
شب وروجم به آه و ناله میشی
تو خوش خفته زحالِ مو خبرنی

دیا کیا دامنِ الوند تو نے
مرا دامن چھڑایا دو جہاں سے
چھڑکتا ہوں سرِ رہ اشکِ خونیں
کہ تو قدموں میں دلبر کے بچھا دے

☆

میں ہوں شہباز شہرِ ہمدّاں کا
پہاڑوں میں نہاں مسکن ہے میرا
یہ بازو ہیں اڑاتے کوہ تا کوہ،
شکار اپنے ہی پنجوں سے ہوں کرتا

☆

شبِ فرقت تو ہوں آنسو بہاتا
سحر کو خون کرتا ہوں جگر کا
بسر ہوتے ہیں یوں میرے شب و روز
تو محوِ خواب ہے تجھ کو خبر کیا!

کسی که ره به بیدادم بره نی
خبر بر سروِ آزادم بره نی
تمام خوبرویان جمع گردند
کسی کریادت ازیادم بره نی

☆

چو مو یک سوته دل پروانهَ نی
بعالم همچو مو دیوانهٔ نی
همه ماران و موران لانه دیرن
من دیوانه را ویرانهٔ نی

☆

مو که در دل قرارم نه ته وینی
بهجران اختیارم نه ته وینی
چه سود از وعدهٔ وصلی که در تن
توانِ انتظارم نه ته وینی

دکھائے کون راہِ جانِ بیداد؟
بتائے کون تجھ کو سروِ آزاد؟
ہزاروں خوبرو ہی کیوں نہ ہوں جمع
بُھلا سکتے نہیں دل سے تیری یاد

☆

نہ ہوگا مجھ سا پروانہ بھی کوئی
جہاں میں مجھ سا دیوانہ بھی کوئی
ہے مور و مار تک کو گھر میسّر
نہیں ہے اپنا ویرانہ بھی کوئی

☆

نہ دِل میں ہے مرے صبر و قرار اب
نہ باقی ہجر میں کچھ اختیار اب
کروں کیا میں ترا یہ وعدۂ وصل
کہاں ہے مجھ میں تابِ انتظار اب؟

بمیرم تا تہ چشمِ تر نوینی
شرارِ آہِ پر آذر نوینی ،
چنان از آتشِ عشقت بسوجم
کہ از مو رنگِ خاکستر نوینی

☆

بنادانی گرفتم کورہ راہی
ندانستم کہ افتادم بہ چاہی
بہ سول گفتم رفیقی تا بمنزل
ندانستم رفیق نیم راہی

☆

بہ قبرستان رسیدم صبح گاہی
شنیدم نالہ و افغان و آہی
شنیدم کلہّ با خاک می گفت
کہ این دنیا نمی ارزد بکاہی

نہ دیکھے یہ مرے اشکِ رواں تو
نہ آہِ پر شرر اے جانِ جاں تُو
میں سوزِ عشق سے جل جاؤں ایسا
نہ پائے راکھ سے میرا نشاں تو

میں انجانے ڈگر پر چل پڑا تھا
خبر کیا تھی، کنویں میں جا گروں گا
تو اے دل تھا رفیقِ راہ منزل
مگر رستے میں میرا ساتھ چھوڑا

سویرے جب میں قبرستاں میں پہنچا
سُنا اک شور فریاد و فغاں کا
یہ کہتا خاک سے تھا کاسہ سر
کہ تنکے سے بھی کمتر ہے یہ دنیا

خیالت می کنم مو گاه گاهی ،
مصیبت بو، اگر مو را نخواهی
ته که کردی مو را آلوده در حزن
نباشد رنگ بالای سیاهی

☆

نگار تازه خیز مو کجائی
به چشمان سرمه ریز مو کجائی
نفس بر سینه طاهر رسیده
دم رفتن عزیز مو کجائی

☆

شبی کان نازنین از در درآئی
گذشته عمر از نو بر سر آئی
همه شو دیدهٔ مو تا سحرگاه
بوه بر راه تا تو خود برآئی

خیال آتا ہے یہ رہ رہ کے اکثر
ستم ہے، تو نہ چاہے ہو کے دلبر
کیا ہے تو نے خود آلودۂ حزں ،
نہ ہوگا امتحاں اب اس سے بڑھ کر

☆

کہاں تو اے نگارِ نوجواں ہے
کہاں سرمۂ چشم اے جانِ جاں ہے
نفس ہے سینۂ طاہر میں بیتاب
دمِ آخر تو اے پیارے کہاں ہے؟

☆

کسی شب آئے گر وہ نازِ خوبی
تو ہو عمرِ گذشتہ کی تلافی
یہ آنکھیں شام سے پیارے سحر تک
تکا کرتی ہیں پیہم راہ تیری

ته کت نازنده بالا دلربائی
ته کت بی سرمه چشمان سُرمه سائی
ته کت مشکینه کاکل بر قفائی
ابی واژی که سرگردان چرائی؟

★

بی ته اشکم ز مژگان تر آئی
بی ته نخل حیاتم بی بر آئی
بی ته در کنج تنهائی شو و روج
نشینم تا که عمرم بر سر آئی

★

دیم یک عندلیب خوش نوائی
که می نالید وقت صبحگائی
بشاخ گلبنی با گل همی گفت،
که ای گل بیوفائی بیوفائی

تو یا ایں قدِّ رعنا دلربا ہے
تو بے سرمہ بھی گویا سرمہ سا ہے
سرِ دوش اپنے تُو لہرا کے گیسو
"ہے کیوں حیراں؟" یہ مجھ سے پوچھتا ہے

☆

یہ پلکیں آنسوؤں سے تر ہیں تجھ بِن
ثمر دے نخلِ ہستی، غیر ممکن
میں جا بیٹھوں گا اِک گوشے میں تنہا
گزر ہی جائیں گے یہ عمر کے دِن

☆

سحر اِک خوش نوا بلبل کو دیکھا،
کیا تھا جس نے اِک ماتم سا برپا
وہ گل سے کہہ رہی تھی برسرِ شاخ
کہ اے گُل بے وفا تو بھی ہے کتنا

سحرگاهان که بلبل بر گل آئی
اشک چشم به دامان گل گل آئی
روم در پای گل افغان کرم سر
که هر سوته دلی در غلغل آئی

☆

ز دل بیرون نجبتم ناله نالی
ز مژگانِ تر مو ژاله نالی
شبی نایه که مو خوابت بونیم
بجنت مو چشم لاله نالی،

☆

پیَ مرگِ نکویان گل نروئ
وگر روئ نه رنگش بی نه بوئ
ز خود رویچ حاصل بر نخیزه
بجز بدنامی و بی آبروئ

جو آئے گُل پہ وقتِ صبح بلبل
کروں اشکوں سے دامن تختۂ گُل
بزیرِ گُل کروں جا کر جو فریاد
مجھے دل سوختوں میں دفعتہً غُل

☆

نہ دل سے آہ نکلی وا دریغا
نہ پلکوں سے مرے آنسو ہی ٹپکا
جسے خوابوں میں ہر شب دیکھتا ہوں
وہ لالہ رو نظر بھی کاش آتا

☆

کھلیں کیا پھول اُٹھے جب نیک سیرت
کھلے تو ان میں کچھ خوشبو نہ رنگت
گُلِ خود رو سے حاصل کچھ نہیں ہے
بجز بدنامی و خواری و ذلّت

موہر شام وسحر گریم بکوئی
کہ جاری گردد از ہر گوشه جوئی
موی بیچاره اندر باغِ وصلت
ہر آنچه لاله کارم خار روئی

بجز این در ندارم آرزوئی
کہ باشد ہمدم مو لاله روئی
اگر درد دلم واجُن بکوہان
ہمی در کوہساران گل نروئی

ز کشتِ خاطرم جز غم نروئی
ز باغم جز گلِ ماتم نروئی
ز صحرای دل بی حاصلِ مو
گیاهِ ناامیدی ہم نروئی

ہوں گریاں روز و شب کوچے میں تیرے
ہر اک گوشے میں دریا سے ہیں بہتے
میں بے چارہ محبّت کے چمن میں
لگاؤں پھول اور اُگتے ہیں کانٹے

★

بجز اس کے نہیں کوئی تمنّا
کہ ہو وہ لالہ رو دمساز میرا
یہ دردِ دل پہاڑوں کو جو بخشیں
تو ناممکن وہاں پھولوں کا کھلنا

★

اُگائی تھی دکھوں کو دل کی کھیتی
گُلِ ماتم ہے زینت اس چمن کی
مرے اجڑے ہوئے صحرا سے دل میں
نہیں اُگتی گیاہِ یاس تک بھی

فلک در قصدِ آزارم چرائی
گُلم گر نیستی خارم چرائی
ته که باری ز دوشم بر نداری
به روی بارِ سر بارم چرائی

سرِ راهان نشینم تا ته آئی
درِ شادی بروی مو کشائی
آیه روزی به روزِ من نشینی
بدانی چون بشی از چشم رائی

منِ دل سوته را لایق نزونی
که در دیوان عشاقت بخونی
هزاروں بارم ار خونی بمو کم
ز تو زیرا که بحرِ بیکرونی

فلک یوں درپئے آزار کیوں ہے؟
کہ جب گُل ہی نہیں تو خار کیوں ہے؟
جو ہلکا بوجھ کر سکتا نہیں تو
مرے سر پر نیا اِک بار کیوں ہے؟

☆

ہوں فرشِ رہ کہ جب تیرا گزر ہو
کشادہ ہر خوشی کا مجھ پہ در ہو
جو تجھ کو دیکھنے پڑ جائیں یہ دن
ہے کیا یہ راہ تکنا، تب خبر ہو

☆

نہیں لائق سمجھتا مجھ کو تو ہی
کہ بزمِ عاشقاں میں ہو رسائی
بلائے گر ہزاروں بار مجھ کو
تُو بحرِ بیکراں! یہ کم ہے پھر بھی

به دنیا مثلِ مُو دل سوتهٔ نی
به درد و سوز و غم اندوتهٔ نی
چسان بندم رهِ سیلِ دو دیده
که این زخمِ دلم لب سوته نی

★

هر آن کس مال و جاهش بیشتر بی
دلش از دردِ دنیا ریشتر بی
اگر بر سر نهد چون خسروان تاج
بشیرینِ جانش آخر نیشتر بی

★

چه خوش بی وصلت ای مه امشبک بی
مرا وصل تو آرام دلک بی
ز هجرت ای بُت شیرینِ چالاک
دما دم دستِ حسرت بر سرک بی

نہیں دل سوختہ دنیا میں مجھ سا
نہ ہو گا کوئی مجھ سا غم کا مارا
میں سیلِ چشم کو روکوں تو کیوں کر
سِیا بھی ہے کسی نے زخم دل کا؟

☆

ہے جتنا بیش مال و جاہ و تمکیں
وہ شخص اتنا ہی ہے محزون و غمگیں
رکھے گو تاج سر پر مثلِ خسرو
رہے گی جا کے آخر جانِ شیریں

☆

ملے تو، اے زہے ایسا مقدّر
کہ یہ مِلنا ہے دِل کا چین یکسر
بُتِ طنّاز! مَیں فرقت میں تیری
بحسرت پِٹتا ہوں دم بدم سر

اگر دل دلبری دلبر کدامی
وگر دلبر دلیٔ دل را چه نامی
دل و دلبر به هم آمیته وینم
ندانم دل کی و دلبر کدامی

مو احوالم خرابه گر بدانی
جگربندم کبابه گر بدانی
هرآن رنجی که در پایت کشیدم
قیامت هم حسابه گر بدانی

ته که نوشم نئی نیشم چرائی
ته که یارم نئی پیشم چرائی
ته که مرهم نئی ریشِ دلم را
نمک پاشِ دلِ ریشم چرائی

ہے دلبر کون؟ اگر دلبر ہوا دل
یہ دل کیا ہے؟ جو دلبر ہے مرا دل
دل و دلبر بہم ہیں، کون جانے
ہے اِن میں کون دلبر کونسا دِل

☆

بہت ناگفتنی ہے حال دل کا
کباب آسا جگر ہے یار میرا
تِرے ہوتے جو دُکھ مَیں نے اٹھائے
قیامت میں حساب اس کا بھی ہوگا

☆

نہیں تِریاق تو پھر کیوں ہے ڈستا
مُقابِل کیوں؟ نہیں جب یار میرا
جو مرہم ہی نہیں تو زخم دل کا
تو زخموں پر نمک ہے کیوں چھڑکتا؟

قطعۂ تاریخِ طبع

از مترجم

بحمداللہ ہمہ ابیاتِ طاؔہر
ہر آنچہ بُود تا اِمروز معلوم
بگوشم، از پئے سالِ طباعت
ندا آمد "بہ اُردو گشت منظوم"
۱۹۷۴ء

فرہنگِ لغات

الف ممدودہ

آجرین	آذرین	آتشیں
آلالہ	لالہ	لالہ (پھول کا نام)
آلالہ یان	جمع لالہ	لالے کے پھول۔
آمہ	آمد	آیا
آمیتہ	آمیختہ	ملا ہوا ، ملے ہوئے۔
آنش	او/آن را	اس کو
آو	آب	پانی ، آنسو۔
آوا	آواز	آواز۔ صدا
آویتہ	آویختہ	لٹکا ہوا۔
آئی	بیائی۔ بیاید	آئے ، آتا ہے۔
آیئن	مثل۔ مانند	طرح۔ جیسا
آیہ	آید	آئے۔ آتا ہے۔
آین	آیند	آئیں

الف

ابی	باید	چاہتا ہے۔
ارم	اگر مرا	اگر مجھ کو۔

ازتوئیمان	از تو ایم	ہم تیرے ہیں۔
ازم	من ۔ منم	مَیں ، مَیں ہوں ۔
اسبیدہ	سپید ۔ سفید	سفید
اشتاو	شتاب	جلدی
اشمرتہ / اشمردہ	شمردہ شدہ	گِنا ہوا ۔ گنے ہوئے۔
افروتہ	افروختہ	بھڑکائی ہوئی ۔
الالہ	لالہ	لالہ (پھُول)
الاو	شعلۂ آتش	آگ کے شعلے
الف قد	مجدّد	مجدّد
الوند	الوند	ایران کے ایک پہاڑ کا نام
اندوتہ	اندوختہ	جمع کیے ہوئے ۔
اَو	بر ۔ روی	پر ۔ اوپر
اُو	آب	پانی ۔ آنسو ۔
اینہ / اینی	این است	یہ ہے ۔

ب

باغ کاران قدیم اصفہان کے ایک باغ کا نام ہے ۔ حافظ شیرازی (۶۹۸ھ ۔ ۶۷ھ) کہتے ہیں :

گرچہ صد رود است در چشم مدام
زندہ رود و باغ کاران یاد باد

بالوئند	بہ الوند	الوندپر
ببو / ببی	باشد ۔ بُوَد	ہے ۔ ہو
بخوانن	بخوانند	(وہ) پڑھیں
بدرشم	بیرون شوم	باہر ہوجاؤں ۔ دور چلا جاؤں
بدس	بردست	ہاتھ میں
برّہ	موشش	چوہا
برانن	برانند (از راندن)	ٹھکرا دیں ۔ بھگا دیں
برزہ	بلند	بلند
برمان	بالای سرمان	ہم پہ ۔ ہمارے سر پہ
بروئی	برانی (از راندن)	(تو) بھگادے ۔ نکال دے
برہ	برد	لے جاتی ہے
برتجم	بریزم	میں ڈالوں
بُرینہ	می بُرَد	کاٹتی ہے
برینی	برایںی ۔ براین ہستی	تو یہ کرنے پر تلا ہوا ہے
بسوچانم	بسوزانم	جلا دوں
بسوچہ	بسوزد	جلا دے
بسہ	بس است	بہت ہے ۔ کافی ہے
بنثا	بشود	ہو
بشم	بروم	چلا جاؤں
بُشن	بلندی ۔ قامت	اونچائی ۔ بلندی

بشیم	بردیم	ہم چلے جائیں
بگروستم	گردیدہ ام	گردیدہ ہوں
بمد	بیامد	آیا
بُو	بوُد	ہے
بوایئن	بیائید	آؤ
بواجم	بگویم	کہوں۔ بتاؤں
بواجہ	بگوید	کہتا ہے
بورم	آمدِ من	مرا آنا
بورہ	بیا	آ، دیکھ (امر)
بوم	زادگاہ۔ سرزمین	زمین
بوین	ببین	دیکھ (امر)
بی۔ بوہ	باشد۔ میشود۔ ہست	ہے۔ ہوتا ہے
بیم	بودم۔ می باشم	ہوں۔
بیناد	ببیند	دیکھے

پ ــــ ت

پالان	افزائش	نشو ونما
پربد	پرباد۔ مغرور	مغرور
پرتاب	پرتابدار	پرپیچ۔ بل دار
پرچین	دیواری ازخار وشاخ درختان۔	احاطہ۔ باڑ
پردیا	سروسامان	سروسامان

پردیچ	پرواز	پرواز ۔ اڑان
پنچ روئی	پنج روزی	پانچ دنوں کی ۔ مراد چند روزہ
پِی	پا۔ نشانِ پا	پاؤں کے نشان
تُہ	تُو	تو
تَپ	تب	بخار۔ تکلیف ۔ بیماری
تلواسہ	اندوہ ۔ غم	غم
تم	ترا ام ۔ من ترا	میں تجھے
تہ	تو	تو

ج ۔ چ ۔ ح ۔ خ

جامۂ نیل	جامۂ نیل زدہ برای سوگواری	ماتمی سیاہ کپڑے
جُرہ باز	باز نر	باز ۔ شاہین
جوہر	گوہر	جوہر
جیناں	از اینان	ان سے
چال	گودال	گڑھا
چرانن	چرانند (از چریدن)	چراتے ہیں
چرایہ	چرا ہست	کیوں ہے
چرہ	چرد	چرتا ہے
چشّ	چیستش ۔ چہ او را	کیا اس کا
چنو	چنان	ایسا

چون	چگونہ	کیسے
خان	خانہ و سرا	گھر
خمارین	خواب آلود	نیند بھری ہوئی
خَو	خواب	نیند
خونی	خوانی (از خواندن)	تو بلائے
خوابہ	خواب است	خواب ہے
خوناد	خوناب	خالص خون
خیجہ خیجی	خیزد	اٹھتا ہے

د ـــــ ذ

دَ	در ۔ اندر	میں
دار ۔ دیہ	درخت	درخت ۔ شجر
دارو / دارہ	دارد	رکھتا ہے
دامی	می دارم	رکھتا ہوں
در آیہ	در آید ۔ فرا رسد	آ پہنچے
درزہ	دُوزد	سیے ۔ سیتا ہے
دُرنشی	دور نمی شود ۔ بیرون نمی شود	دور نہیں ہوتا
دسرس	دسترس	پہنچ ۔ رسائی
دنگ	بیہوش ۔ حیران	حیران
دوتہ	دوختہ	سلا ہوا

دی	دیدم	میں نے دیکھا
دیہ / دیرہ	دارد	رکھتا ہے۔ رکھے
دیرہ	دار است	گھر یا جگہ ہے
دیری	داری	تو رکھتا ہے
دیل	دل	دِل ۔ قلب
دیلان	جمع دل۔ دلہا	دل کی جمع
دیم	دیدم	میں نے دیکھا
ذانہ / ذونہ	داند	جانتا ہے۔ جانے
ذانی	دانی	تو جانتا ہے

ر ـــ ز

رسن	رسند (از رسیدن)	پہنچتے ہیں
رو	روز	روز ۔ دن
رونہ	روبیدہ	صاف کیا ہوا
روځ	روز	روز ۔ دن
روران	فرزندان	لڑکے ۔ اولاد نرینہ
رون	روند	جائیں ۔ جاتے ہیں
رونی	رانی (از راندن)	ہانک دے ۔ ٹھکرا دے
روئ	روزی	ایک دن
رویہ	روید	اگتا ہے

ریتہ	ریختہ	ڈالا ہوا (ٹپکا ہوا)
ریجی	ریزی	تو ڈال دے
ریوند	کوہی بودہ در شمال غربی سبزوار۔	پہاڑ کا نام
زامان	زمان۔ زمانہ	زمانہ
زنن	زنند (از زدن)	مارتے ہیں۔ ماریں
زید	زادگاہ	جائے پیدائش۔ دنیا

س — ش

سائٔ	سائیدہ	مراد ہے "لگائے ہوئے"
ساجہ	سازد	موافقت کرتا ہے
ساجی	سازی۔ بسازی	تو کرے
سامان	سُو	طرف۔ جانب
سامان بہ سامان	مکمل۔ یکسر	پوری طرح
ستم	ہستم	ہوں
سوتہ	سوختہ	جلا ہوا۔ جلایا ہوا
سوجی	سوزد (از سوختن)	جلا دے۔ جلائے
سیم	برایم۔ برای من	میرے لئے
سیہ دست	آدم شوم	بدبخت۔ منحوس
شم	شوم	ہو جاؤں۔ چلا جاؤں
ششند	شوند۔ می روند	ہیں۔ ہونگے
شو	شب	رات
شوان	شب ہا	راتیں

شون	شان (الیشان)	وہ (ضمیر جمع غائب)
شی	بشود	ہو۔ ہے۔ ہو جائے

ف ـ ق ـ ک

فتی	افتی۔ بیفتی	گر جائے
قدک	پارچۂ رنگین	ایک قسم کا موٹا رنگین کپڑا
قولان	قول ہا	قول و قرار
کاگل	خامہ۔ کلک۔ قلم	قلم
کایم	کہ آیم	کہ جب آتا ہوں
کت	کہ ترا	کہ تجھے
کر	کن	کر
کرم	می کنم (از کردن)	کرتا ہوں۔ کروں
کرن / کرند	می کنند "	کرتے ہیں۔ کریں
کرو / کرہ	می کند "	کرتا ہے۔ کرے
کری	می کنی "	تو کرتا ہے۔ کرے
کیشمان	بکشید مان	ہمیں مار ڈالے
کم	کہ مرا۔ کہ من	کہ مجھ کو۔ کہ میں
کندہ	کند و زنجیر	سوراخ دار بھاری لکڑی جس میں مجرموں کے پاؤں ڈال کر سوراخ کو میخ سے بند کر دیتے ہیں

کہاں	جہان	دنیا۔ جہاں
کیاں	کی ہا۔ چہ کسانی	کون لوگ۔ کن
کیۃ	کہ است ؟	کون ہے
گوین	گویند (از گفتن)	کہتے ہیں
گرم	اگر مرا	اگر مجھے۔ اگر میری
گیج وویج	سرگشتہ۔ آشفتہ	پریشان حال۔ حواس باختہ
گیرہ	گیرد	لے۔ پکڑے۔ حاصل کرے

ل — م

لو	لب	ہونٹ
لوط	آوارہ	آوارہ۔ اوباش
لوک	شتر	اونٹ
ماچین	ماخوذ از مہاچین بمعنی مملکت چین	چین
مان	خانہ۔ جا	جگہ۔ گھر
مریزا	مریزد۔ نیفتد	نہ ڈالے
مشوباد	شستہ نہ شود	نہ دھوئے۔ دھونہ پائے
مکہ	مکن	نہ کر
مو	من	میں
موش	من او را (من+ش)	میں اسے وہ جو میرا

مہل	مگذار (از ہلیدن)	نہ چھوڑ
میراد	میراد (از مردن)	مار ڈالے

ن ـ و

نبو / نبی	نہ بود	نہیں ہے۔ نہ ہو
نچیر وانی	نخچیر بانی۔ شکار بانی	شکار کرنا
ندانن / نزانن	ندانند	(وہ) نہیں جانتے
ندونی / نزونی	ندانی	تو نہیں جانتا
نش	نہ او را	نہ اس کو
نشنوستم	نشنیدہ ام	مَیں نے نہیں سُنا
نم راہی زد	نہ راہی زدہ ام	نہ مَیں نے لوٹا ہے
نمی بو	نمی باشد	نہیں ہوتا
نواجم	نگویم	مَیں نہیں کہتا
نومہ	نام است	نام ہے
نوینہ	نبیند	نہ دیکھے
نہلہ	نمی گذارد	نہیں چھوڑتا ہے
نہن	نہند۔ (از نہادن)	رکھتے ہیں
نبیا	نبود	نہ ہو

نیارم	نمی توانم	نہیں / سکتا ہوں

و ــ ہ ــ ی

و	بہ - بہ	پر
وا	با	ساتھ
وابو	بشود	ہو- ہوجائے
وابی	می شود	ہوتا ہے
واتم	گفتم	میں نے کہا
واتشا	گفتش	اس نے کہا
واجم-واژم	بگویم	میں کہتا ہوں
واجی-واژی	بگوئی	تو کہتا ہے
واج واجہٗ	بگوید	وہ کہتا ہے
واشم	بشوم -بروم	ہوں ۔ چلا جاؤں
واہم	باہم	آپس میں
ورایم	برایم	میرے لئے
وردہ	بُردہ	لے گیا
ورزہ	بورزد	کرے
وریئی	برایئی - برایں ہستی	اس پر قائم ہے - تلا ہوا ہے
وش	مانند	جیسا
وُل	گل	پھول

وِل	یار - دلبر	محبوب - دلبر
وِلا	ولا۔ ای یار	اے محبوب
وُلان	گلان - گل ہا	گل کی جمع - پھول۔
وی	میشود	ہو
ویش	بیش	زیادہ
ویشہ	بیش است	زیادہ ہے۔ بڑھ کر ہے
وینم	ببینم	دیکھوں
ہا	ہست	ہے
ہِتّر	گربہ (ہر از بر ندانستن)	بلّی (چوہے اور بلّی میں فرق نہ کرنا مراد سادہ لوح)
ہرکت	ہرکہ ترا	جو تجھے
ہند	ہستند	ہیں
ھنو۔ہنی	ہنوز	ہنوز۔ ابھی
یا	جا	جگہ
یاکم	جای کہ من	جس جگہ کہ میں ہوں
یاکم خوردی	جای کہ من خورشید دیدم	جہاں میں نے سورج دیکھا
یالان	دروغ	جھوٹ
یند	آیند	آئیں گے۔

غزل

مُوکه پابندِ زلفِ دلبرستم به تن عُودو به سینه مجمرستم

نه خور نه خواب دیرم بی توگوئی در این تن هر سرِ مو خنجرستم

سمندر دش میانِ گلخنِ هجر یکی سرکنده مُرغِ بی پرستم

دل از آلاله رُویان سُوته دیرم از اینان در رگ و جان نشترستم

دِلم سُوجه زغصّه و ربیجه جفای دوست را خواهانترستم

نه کارِ آخرت کردم نه دُنیا یکی بی سایه نخلِ بی برستم

اگر روزی دو صد بارت بوینم همان مشتاقِ بار دیگرستم

نمی گیرد کسم هرگز به چیزی درین کُو مو زهرکس کمترستم

مُو از روزِ ازل طاهر بزادم

از آن رو نام باباطاهرستم